سرکار برہانِ ملت رحمہ اللہ

از: مولانا شہاب الدین رضوی

برہانِ ملت

رحمہ اللہ تعالیٰ

مولانا محمد شہاب الدین رضوی

رضا اکیڈمی

رجسٹرڈ لاہور

(پاکستان)

سلسلہ مطبوعات نمبر ۸۹

نام کتاب ———— بُرہانِ ملّت (علیہ الرحمۃ)

تصنیف ———— مولانا شہاب الدین رضوی

تصحیح ———— قاری محمد یٰسین قادری

ناشر ———— رضا اکیڈمی رجسٹرڈ لاہور

کمپوزنگ ———— ایم یو کمپوزنگ سنٹر

———— ہجویری مارکیٹ 115 میکلوڈ روڈ لاہور

مطبع ———— احمد سجاد آرٹ پریس موہنی روڈ لاہور

ہدیہ ———— دعائے خیر بحق معاونین رضا اکیڈمی لاہور

☆ .... عطیات بھیجنے کیلئے .... ☆

رضا اکیڈمی اکاؤنٹ نمبر 38 / 938 حبیب بینک

دھن پورہ برانچ لاہور

بذریعہ ڈاک طلب کرنے والے حضرات ۵ روپے کے ٹکٹ ارسال کریں

☆ .... ملنے کا پتہ .... ☆

رضا اکیڈمی رجسٹرڈ مسجد رضا محبوب روڈ چاہ میراں، لاہور پاکستان

کوڈ نمبر 54900 فون نمبر 7650440

برہانِ ملت مفتی محمد برہان الحق رضوی جبلپوری

مرتبہ: محمد شہاب الدین رضوی، لکھنؤی

ولادت برہان الملت والدین حضرت مولانا مفتی محمد برہان الحق رضوی جبلپوری ابن مولانا الشاہ عبد الاسلام عبد السلام رضوی بن مولانا شاہ محمد عبد الکریم حیدر آبادی کی ولادت پنجشنبہ ۲۱ ربیع الاول شریف ۱۳۱۰ھ ۱۸۹۲ء کو نماز فجر کے وقت ہوئی، نماز فجر کے بعد جد امجد مولانا عبد الکریم قدس سرہٗ قرآن پاک کی تلاوت فرما رہے تھے اور یہ تلاوت انکے معمولات میں تھی۔ جب دادی صاحبہ نے ولادت کی خبر دی تو اس وقت یہ آیۃ کریمہ۔

قد جاءکم برھان من ربکم۔

تلاوت فرما رہے تھے، ہنستے ہی فرمایا۔

الحمد للہ! برہان آگیا۔

جد کریم محمد عبد الکریم علیہ الرحمہ نے مفتی محمد برہان الحق جبل پوری کی ولادت پر مادۂ تاریخی بھی ارشاد فرمایا، جو والد ماجد مفتی محمد عبد السلام رضوی نے اپنی یادداشت میں اس طرح تحریر فرمایا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ ولادت برخوردار، فرخندہ آثار، قرۃ العیون میان محمد برہان الحق مد عمرہٗ

از:۔ ریختۂ کلک گوہر سلک جد امجدش مد ظلہٗ

حبذا مولودِ خوش از فضل حق — جلوہ گر شد در فضاءِ آب و گل

بست و یکم از ربیع ماہ و سال — صبح روز پنجشنبہ منگل

فکر تاریخ ولادت گفت اے   آمدہ برہان حق در خانہ دل ۱۳۱۰ھ

حضرت مفتی عبد السلام جبل پوری نے مادۂ تاریخ ولادت قرآن پاک کی اس آیۃ کریمہ سے اخذ کی ہے۔

وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ (۱۳۱۰ھ) [1]

تسمیہ خوانی مولینا مفتی محمد برہان الحق رضوی قدس سرہ جب پانچ سال کے ہوئے تو ۲۱، ربیع الاول شریف ۱۳۱۵ھ کو جدامجد مولانا عبد الکریم حیدرآبادی نے بسم اللہ شریف کی افتتاح فرمائی۔ اور مبارک دعاؤں نیک تمناؤں کے ساتھ پڑھایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اللھم رب یسر ولا تعسر وتمم بالخیر یا فتاح یا علیم افتح باسمك، ا، ب ت، ث، ج، الحمد للہ ما انعم علی واحسن الیّ [2]

تعلیم و تربیت مفتی محمد برہان الحق قدس سرہ کے جدامجد بے انتہا ضعیف اور بصارت سے بالکل معذور ہو چکے تھے۔ اس لئے والد ماجد مفتی عبد السلام قدس سرہ نے تمام ذمہ داریاں خود سنبھال لیں مفتی محمد برہان الحق کی تعلیم صبح ۱۲ بجے تک اور ظہر کے بعد سے عصر تک اور عشاء کے بعد سے دس بجے تک ہوتی، مدرسہ برہانیہ جبل پور میں تحصیل علم کی تکمیل کی عربی مفتی عبد السلام رضوی سے، فارسی چچا بشیر الدین سے جاری رہی، درس کے درمیان اکثر دوران گفتگو اعلےٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کا ذکر ہوتا تو مفتی محمد برہان الحق کا دل زیارت اور قدمبوسی کی تمنا میں بے تاب ہو جاتا۔

خواب اور تعویذ ۱۳۱۸ھ میں جبل پور میں پلیگ کی وبا نے ایک ہنگامہ برپا کر دیا تھا، مفتی محمد برہان الحق نے خواب دیکھا کہ۔

---

[1] محمد برہان الحق رضوی، مفتی: اکرام امام احمد رضا ص ۲، ۵ (ترتیب و تحشیہ پروفیسر محمد مسعود احمد) مطبوعہ مرکزی مجلس رضا لاہور، بار ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء، [2] محمد برہان الحق رضوی جبل پوری، مفتی: اکرام امام احمد رضا ص ۵۲/۵۳

"میں بیمار ہوا، اعلیٰ حضرت کے پاس سے تعویذ آیا، میں اچھا ہو گیا"

اس خواب کو مفتی برہان الحق علیہ الرحمۃ نے والدہ اور چچا سے ذکر کیا، انہوں نے دھمکا کر اور سمجھا کر ٹال دیا، اور آپ بھی خواب کو بھول گئے۔ دو تین مہینے گزر گئے، ۷ ذی الحجہ ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۱ء کو شام ران میں گلٹی کے ساتھ بخار آیا۔ ۸ ذی الحجہ کو بخار تیز ہو گیا اور گلٹی میں درد بڑھ گیا۔ حکیم عبدالرحیم کا علاج شروع ہوا، مفتی عبدالسلام رضوی قدس سرہٗ سے والدہ اور چچا نے مفتی برہان الحق علیہ الرحمہ کے خواب کا ذکر کیا۔ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کو تار دیا گیا، مفتی برہان الحق کا مرض بڑھتا گیا، بقرعید کا دن غفلت بے ہوشی میں اور گھر میں تمام حضرات کا روتے ہوئے پریشانی میں گزرا، عید کی نماز قربانی وغیرہ سب بھیگے آنسوؤں کے ساتھ ادا کیے گئے، ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۱ء کو دوپہر کے وقت مفتی برہان الحق کو ایسا محسوس ہوا کہ "میری گردن پر کوئی ہاتھ لگا" کچھ ہوش آیا، آنکھ کھلی، دیکھا بڑے چچا گلے پر کچھ باندھ رہے ہیں، والدین اور گھر کے تمام لوگ، بھائی بہن چاروں طرف کھڑے رو رہے ہیں، مفتی برہان الحق نے پوچھا، کیا ہے؟ جواب دیا "وہی جو تم نے خواب دیکھا تھا، اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا تعویذ آیا ہے وہ باندھ رہا ہوں" تعویذ کی برکت سے بفضلہ تعالےٰ مفتی برہان الحق اچھے ہو گئے، اللہ تعالیٰ نے نئی زندگی عطا فرمائی۔ [1]

امام احمد رضا سے پہلی ملاقات

شوال المکرم ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء کو بیت شریف سے مفتی عبدالسلام جبل پوری کے پاس امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کا تار آیا۔ جس میں حرمین طیبین کے قصد اور دعا کے لیے فرمایا، بمبئی سے جہاز کی روانگی کی تاریخ لکھی تھی۔ مفتی عبدالسلام رضوی قدس سرہٗ نے مشایعت کے لیے بمبئی جانے کا قصد فرمایا مگر جہاز جانے

---

[1] محمد برہان الحق رضوی جبلپوری، مفتی: اکرام امام احمد رضا ص ۵۳ ، ۴ ۵

کے بعد پہنچے، اس لئے ارادہ ملتوی فرمادیا۔

ربیع الاول شریف ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء کو امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے سفر مبارک سے مراجعت کی اطلاع ملی، مفتی عبدالسلام نے استقبال کے لئے بمبئی کا قصد کیا، مفتی برہان الحق نے خواہش ظاہر کی تو والد ماجد مفتی برہان الحق کو بھی ساتھ لے گئے، بمبئی پہنچنے کے بعد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عقیدت مندوں کا ہجوم تھا۔ سلام کی آواز جواب کے ساتھ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی نظر مفتی عبدالسلام پر پڑتے ہی کھڑے ہوگئے، اور چند قدم بڑھکر معانقہ فرماتے ہوئے دعا پڑھی، مفتی عبدالسلام نے اپنے فرزند برہان الحق کو خدمت میں پیش کیا، امام احمد رضا نے مفتی برہان الحق کو سینہ سے لگایا، پیشانی پر لب مبارک رکھکر دعاؤں سے سرفراز فرمایا، مدتوں سے جو تمنا اور آرزو دل میں تڑپ رہی تھی، جو مفتی برہان الحق کی تمناؤں کا مرکز بنا ہوا آج اسے سر کی آنکھوں سے خوب دیکھ رہے تھے، مفتی برہان الحق کی امام احمد رضا سے یہ پہلی ملاقات تھی، آپ بمبئی تقریباً دس دن قیام پذیر رہے۔[1]

بریلی شریف حاضری جب مفتی محمد برہان الحق رضوی جبلپوری کی پہلی بار بریلی شریف حاضری ہوئی تو اس وقت عمر بیس سال تھی، بریلی حاضری کی یہ صورت ہوئی کہ ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳ء میں مسئلہ اذان ثانی کے سلسلے میں مخالفین نے اعلیٰ حضرت پر مقدمہ دائر کردیا۔ مفتی عبدالسلام کے نام اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا تار آیا تو مفتی عبدالسلام بریلی روانہ ہوتے، اور مفتی برہان الحق بھی ساتھ ہی روانہ ہوگئے، دوران سفر مفتی برہان الحق نے فارسی میں چند اشعار کا سلام بھی لکھا، بریلی حاضر ہوئے

---

[1] محمد برہان الحق رضوی جبلپوری، مفتی: اکرام امام احمد رضا ص ۵۲۔

اور قدم بوسی کا شرف حاصل کیا، یہ شہر بریلی میں پہلی حاضری تھی۔

امام احمد رضا سے اکتساب فیض

دوران قیام بریلی والد ماجد نے مفتی برہان الحق کو امام احمد رضا بریلوی کی خدمت میں اکتساب فیض و تہذیب و تربیت اور تکمیل علوم باطنی، روحانی کے لئے بھیجنے کی اجازت چاہی، مفتی برہان الحق دو ہفتے بریلی رہ کر جبل پور چلے آئے۔ پھر شوال ۱۳۳۲ھ کے دوسرے ہفتے میں بریلی تشریف لائے، مفتی برہان الحق زیادہ تر دارالافتاء دیکھتے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی خدمت میں بیٹھ کر امام احمد رضا کے ارشادات لکھتے، وقت ملتا تو دارالعلوم منظر اسلام میں صدر مدرس شمس العلماء مولانا ظہور الحسین مجددی رام پوری کے پاس بھی درس میں شریک ہوتے۔ حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا نوری بریلوی، صدرالشریعہ مفتی محمد امجد علی رضوی اعظمی اور مفتی برہان الحق قدس سرہم تینوں ساتھ ہی کھانا کھاتے اور ان شخصیتوں کا زیادہ وقت دارالافتاء ہی میں گزرتا تھا۔

رضیہ طلعت، زکیہ طلعت، صبیحہ نورانی اور محمد لمعان کا انتقال

شوال المکرم ۱۳۳۲ھ کو مفتی برہان الحق جبل پوری بریلی شریف پہنچے اور امام احمد رضا بریلوی کے پاس کم و بیش تین سال رہے۔ آپ کے دوران قیام بریلی مفتی عبدالسلام رضوی بھی تشریف لائے ہوئے تھے، جبل پور سے مفتی محمد برہان الحق کی ایک بچی رضیہ طلعت کے انتقال کا تار آیا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کو معلوم ہوا، چہرۂ مبارک پر رنج کے آثار نمایاں ہوئے، مفتی برہان الحق کو دیکھا، آنکھوں میں آنسو دیکھکر فرمایا "برہان میاں درود شریف پڑھو" پھر یہ جملہ پڑھایا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منہا عسیٰ ربنا ان یبدلنا خیرا منہا انا الی ربنا راغبون۔[۱]

۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء کو مفتی برہان الحق جبل پوری بریلی تشریف لے گئے نرف

---

[۱] محمد برہان الحق رضوی جبل پوری، مفتی، اکرام امام احمد رضا ص ۶۰

دو ہفتہ بریلی رہکر جبل پور آگئے، رمضان المبارک کے بعد امام احمد رضا بریلوی کا
مزاج سخت ناساز ہوا، اور گرمی کی شدت کے سبب بھوالی تشریف لے گئے
جبل پور میں مفتی برہان الحق کی بڑی لڑکی زکیہ طلعت اور سب سے پہلا لڑکا لمعان الحق
دونوں ایک ہی دن انتقال کر گئے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کو خبر کی گئی تو
آپ نے مندرجہ ذیل تعزیت نامہ ارسال فرمایا، اس مکتوب سے امام احمد رضا
کے لطف و کرم، غمخواری و دلداری کا پتا چلتا ہے جو غم زدوں کے لئے تریاق
واکسیر کا حکم رکھتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جانِ پدر نور بصر جعلہ اللہ تعالیٰ کاسمہ برہان الحق المبین وعزیزہ عفیفہ ام زکیہ سلمہا
اللہ تعالیٰ ——— السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
انا للہ وانا الیہ راجعون، انا للہ وانا الیہ راجعون، انا للہ وانا الیہ
راجعون — ان اللہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شیئ عندہ باجل وانما
المحروم من حرم الثواب، وانما یوفی الصٰبرون اجرہم بغیر
حساب۔

میرے عزیز بچو! مولیٰ تعالیٰ تمہیں صبر جمیل واجر جزیل ونعم البدل عطا فرمائے۔
تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے۔ "اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک
سے اور مالوں اور جانوں اور پھلوں میں کمی کرکے، اے محبوب خوشخبری دو ان
صبر کرنے والوں کو کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچے تو کہیں انا للہ وانا الیہ
راجعون ہم اللہ ہی کی ملک ہیں اور ہمیں اسی کی طرف پھر جانا ہے، جو ایسا
کہیں ان پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت ہے اور وہی لوگ ہدایت
پر ہیں"۔

اللہ کی بشارت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت، اللہ کی درودیں، اللہ

کی رحمت، اللہ کی ہدایت ــ یہ نعمتیں ایسی ہیں کہ آدمی لاکھ جانیں دے کرے تو سستی ہیں، بے صبری سے جو چیز گئی آ نہیں سکتی مگر یہ عظیم دولتیں ہاتھ سے جاتی ہیں، صحیح حدیث میں ہے جب فرشتے مسلمان کے بچے کی روح قبض کرکے بارگاہِ الٰہی میں لے جاتے ہیں۔ وہ فرماتا ہے کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کرلی؟ عرض کرتے ہیں ہاں ــ فرماتا ہے "گواہ رہو کہ میں نے اسے بخش دیا اور اس کے لئے جنت میں ایک مکان بناؤ اس کا نام بیت الحمد رکھو" آپ دونوں صاحب اللہ کے سچے وعدوں پر پورے اطمینان کے ساتھ ہیں الحمد للہ، انا الیہ راجعون، عسی ربنا ان سیدلنا خیرا منہا انا الی ربنا راغبون، اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف خیرا منہا صحیح حدیث میں ہے" اس کا کہنے والا اس گئی ہوئی چیز سے بہتر بدل پائیگا"

والسلام (مختصرا)

فقیر احمد رضا قادری غفرلہٗ

۹ صفر ۱۳۳۰ھ

تحصیل علم توقیت

۱۳۳۷ھ/۱۹۱۹ء میں جب امام احمد رضا بریلوی جبل پور تشریف لے گئے تو مفتی برہان الحق کے دوران قیام بریلی، علم توقیت سے آپ کا شوق ملاحظہ فرمایا تھا، جبل پور میں آپ کے لئے فن توقیت میں ایک رسالہ تصنیف فرمایا، رات کی نشست کے بعد آرام فرمانے سے پہلے آدھ گھنٹہ مفتی برہان الحق کو فن توقیت میں رسالے کے نکات تعلیم فرماتے، امام احمد رضا کی بریلی مراجعت کے بعد مفتی برہان الحق نے "جدول تعدیل النہار" بنا کر امام احمد رضا کی خدمت میں حاضر کیا تو بڑی مسرت کا اظہار فرماتے ہوئے تحریر فرمایا۔

جدول کی تصحیح حاضر، ماشاء اللہ مولوی ابتدائی کام اتنا صحیح، بارک اللہ [۱]

---

[۱] محمد برہان الحق جبل پوری، مفتی: اکرام امام احمد رضا ص ۶۰

دستار فضیلت اور سند اجازت و خلافت

۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ جبل پور تشریف لے گئے تو ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۷ھ / ۲۹ مارچ ۱۹۱۹ء بروز ہفتہ کو بعد نماز عشاء عیدگاہ کلاں میں عام جلسہ ہوا۔ تین چار ہزار کا مجمع تھا، سلطان الواعظین مولانا عبد الاحد علی پیلی بھیتی (ابن علامہ وصی احمد محدث سورتی) پھر حجۃ الاسلام مفتی محمد حامد رضا خاں بریلوی نے تقریر فرمائی۔

امام احمد رضا قدس سرہٗ کی تقریر دل پذیر ہوئی، دوران تقریر مفتی عبد السلام رضوی کے متعلق کچھ قیمتی ارشادات و وضاحات اور بہترین کلمات خیر ارشاد فرمائے۔ ہنوز یہ سلسلہ جاری ہی تھا اسی وقت حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا بریلوی سرپوش ڈھکا ہوا ایک طباق اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے حضور پیش کیا، امام احمد رضا نے سرپوش ہٹا کر عمامہ کی تہ کھولتے ہوئے کچھ دعا پڑھی، پھر مفتی برہان الحق کے متعلق نہایت محبت و اکرام کے ساتھ مفتی عبد السلام کو مبارک خطاب "عبد الاسلام" سے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"مولانا عبد الاسلام، برہان میاں آپ کے جسمانی فرزند ہیں اور میرے روحانی فرزند۔ دورانِ قیام بریلی میں فقیر نے ان کا ذہنی، علمی جائزہ بخوبی لیا ہے۔ اخلاق، تقویٰ، افتاء، اتباع سنت و شریعت وغیرہا میں ہر پہلو سے آزما لیا ہے۔ میں اپنے اس روحانی فرزند سعادتمند محمد برہان الحق کو دستارِ فضیلت سے مزین کر کے پینتالیس علوم اور گیارہ سلسلوں کی اجازت دیتا ہوں۔"

اتنا فرما کر اپنے دست مبارک سے عمامہ مفتی برہان الحق پر تین پھیرے لپیٹ کر مفتی عبد السلام کو دے کر فرمایا۔ "آپ تکمیل کر دیں۔"

مفتی عبد السلام نے تین پھیرے کے بعد حجۃ الاسلام قدس سرہٗ کو دیا۔ آپ نے تکمیل فرمائی، اس کے بعد امام احمد رضا بریلوی نے فرمایا۔

رب العزت تبارک و تعالیٰ میرے روحانی ولد اعز کو ان کے برہان الحق کے

ساتھ، برہان الدین، برہان الملۃ، برہان السنۃ، بنائے۔ اور حضرت حجۃ الاسلام کے ظل رحمت و عاطفت کے تحت دین متین و شرع مبین کی خدمت و حمایت پر ثابت قدم رکھے، میں یہ رسم بریلی میں منظر اسلام کے سالانہ جلاس میں انجام دینے والا تھا مگر حسن اتفاق کہ جبل پور میں آپ حضرات کے درمیان موقع مل گیا۔ بارک اللہ[1]

سیاسی بصیرت

مفتی محمد برہان الحق رضوی قدس سرہ کی سیاسی بصیرت فراست مومنانہ کا بہترین نمونہ تھی۔ آپ بڑے بناض اور سیاست داں بھی تھے، میدان سیاست میں عملی حصہ لیا تو ملک کے طول و عرض میں اپنی خطابت اور سیاسی بصیرت کا سکہ بٹھا دیا۔ تحریک خلافت، تحریک ترک موالات کے پر آشوب دور میں جب کہ اکثر بڑے بڑے مشہور علماء بھی حالات کے دھارے میں بہہ رہے تھے اور شعائر اسلام و مسلمین کو زبردست خطرات کا سامنا تھا۔ اس وقت بھی مفتی برہان الحق نے اعتدال و سنجیدگی اور شریعت اسلامیہ کا دامن مضبوطی سے تھامے رہنے کی تلقین و ہدایت دی۔ اور جوش و اشتعال کے مضر اثرات اور عجلت پسندی کے نقصان دہ مضرات کی نشاندہی کی۔

تحریک خلافت اور قومی حکومت

۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء میں گاندھی کی تحریک ترک موالات اور ہندو مسلم اتحاد بہت زور کے ساتھ اٹھی۔ اسی کے ساتھ مسئلہ خلافت کو بھی ملا دیا گیا، امام احمد رضا کو ان کے خلفاء و تلامذہ میں خصوصیت سے مفتی برہان الحق جبل پوری کو شامل کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا گیا۔ خلافت کمیٹی قائم ہوئی، اور کانگریس کمیٹی سے اس کا اتحاد ہو گیا۔ تحریک زور پکڑ گئی

---

[1] محمد برہان الحق رضوی جبل پور، مفتی، اکرام امام احمد رضا ص ۶۸ - ۶۹

یہاں تک کہ جن حق پسند مسلمانوں نے ان کا ساتھ نہیں دیا ان کے بائیکاٹ اور ان سے مکمل مقاطعہ کا اعلان کر دیا گیا۔

رجب المرجب ۱۳۳۹ھ / مارچ ۱۹۲۱ء میں مفتی محمد برہان الحق اجمیر شریف کی حاضری کے بعد بریلی شریف حاضر ہوئے۔ آستانہ رضویہ پر چند مقتدر علماء کرام کی مجلس شوریٰ ہو رہی تھی، علامہ سید سلیمان اشرف رضوی بہاری صدر مجلس تھے مفتی محمد برہان الحق کو معلوم ہوا کہ جمعیت علماء ہند کے اہتمام سے مسٹر ابوالکلام آزاد کی زیر صدارت ایک کھلا اجلاس بریلی میں ہو رہا ہے، جس میں وہ اپنے مخالفین پر اتمام حجت کریں گے۔ ادھر صدر الشریعہ مفتی امجد علی رضوی اعظمی کے مرتب کردہ ستر سوالات بعنوان "اتمام حجت تامہ" (۱۳۳۱ھ) شائع ہو کر اراکین خلافت کمیٹی تک پہنچ چکا ہے، مسٹر ابوالکلام آزاد نے ان تمام کوششوں کے برعکس امام احمد رضا بریلوی کو جلسہ میں شرکت اور رفع منازعت کی دعوت بھیج دی اس سے قبل ہی علماء جماعت رضائے مصطفےٰ کی طرف سے جمعیت علمائے ہند کے اجلاس میں شرکت کرنے اور دوسرے خلافتی لیڈروں سے جا کر گفتگو کرنے کا اعلان ہو چکا تھا۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے مطابق مولانا امجد علی رضوی اعظمی کے مرتب کردہ سوالات طویل اشتہار کی شکل میں چھپ چکے تھے۔ علماء کا یہ وفد ۹ بجے شام کانگریسی جلسہ گاہ کی طرف روانہ ہوا، اس میں جید علماء کے ساتھ مفتی برہان الحق بھی شامل تھے۔ اسٹیج کے درمیان صدر جلسہ مولانا آزاد مولانا نثار احمد کانپوری، مولوی کفایت اللہ دیوبندی بیٹھے ہوئے تھے، اس وفد کے ہمراہ بے شمار مسلمان نعت خوانی کرتے ہوئے اور نعرہائے تکبیر و رسالت بلند کرتے ہوئے بڑی شان و شوکت سے مجمع میں پہنچ گئے۔ اس وقت مولوی احمد سعید دہلوی تقریر کر رہے تھے، مفتی برہان الحق، مولانا آزاد کی پشت پر بیٹھے ہوئے تھے۔ مسٹر ابوالکلام آزاد نے علامہ سید سلیمان اشرف

رضوی بہاری کو تقریر کرنے کی دعوت دی، علامہ سید سلیمان اشرف قدس سرہٗ تقریر کے لئے کھڑے ہوگئے۔ تقریر کے دران انہوں نے اپنا موقف نہایت وضاحت سے بیان کیا، اپنے موقف کی حمایت میں قوی دلائل پیش کئے۔ اتمام حجت تامہ کے سوالات کا جواب طلب کیا، مولانا آزاد کے پاس ان تمام باتوں کا جواب نہ تھا، اصل جواب سے پہلوتہی کرتے ہوئے انہوں نے اپنی جوابی تقریر میں کہا۔

"کچھ مولویوں کا وفد آیا ہے، جس کا نہ کوئی اصول ہے اور نہ مقصد ہے مجھ پر جو الزامات لگائے جارہے ہیں، سب غلط اور بے بنیاد ہیں، جنکا کوئی ثبوت نہیں۔"

مسٹر ابوالکلام آزاد نے اپنی جان چھڑاتے ہوئے کہا کہ "اب یہ حضرات جاسکتے ہیں" اسی دوران مفتی برہان الحق رضوی قدس سرہٗ بہت پیچ و تاب کھا رہے تھے کہ غیر اسلامی حرکات جن کا ارتکاب یہ لیڈران کرتے ہیں، اور اس کی مصدقہ اطلاعات اخبارات کے ذریعہ ملک بھر میں پھیل چکی ہیں۔ کسطرح ان کار کر رہے ہیں، مفتی برہان الحق کھڑے ہوئے، مولانا آزاد سے گرجدار آواز سے کہا۔

"آں جناب نے ابھی ابھی اپنی جوابی تقریر میں زور دے کر فرمایا کہ مجھ پر تمام الزامات غلط اور بے بنیاد ہیں جن کا کوئی ثبوت نہیں، میری گذارش یہ ہے کہ اخبار زمین دار لاہور کے فلاں نمبر، فلاں تاریخ میں نہایت نمایاں جلی سرخیوں میں یہ خبر شائع ہوتی ہے کہ "ناگپور میں خلافت کانفرنس کے پنڈال میں امام الہند ابوالکلام آزاد صاحب نے جمعہ پڑھایا اور خطبۂ جمعہ میں مہاتما گاندھی کی صداقت و حقانیت کی شہادت دی" ایک مشرک کی صداقت و حقانیت کی شہادت خطبۂ جمعہ میں! ــــ یہ کیسا اسلام ہے؟"

یہ سنتے ہی مولانا آزاد کا چہرہ فق ہوگیا۔ ایک دو منٹ تک مفتی برہان الحق کو دیکھتے رہے، پھر بولے۔ "لعنۃ اللہ علی قائلہ"

مفتی برہان الحق نے کہا۔

"آزاد صاحب! یہ کلمات لعنت اسی اخبار میں بالاعلان شائع کرادیجئے تو لیڈ کر توبہ کے قائم مقام ہوجائیں۔"

اس کے بعد حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا بریلوی نے مولوی آزاد کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"آپ جب تک ان تمام حرکات سے رجوع نہ شائع کریں گے ہم سے ملتے نہیں۔"

مولانا ابوالکلام آزاد نے وعدہ کیا کہ "اجلاس کی روداد میں ان تمام غیر اسلامی حرکات سے رجوع کا اعلان شائع کردیا جائے گا۔" جماعت رضائے مصطفےٰ کا وفد اپنے مقصد میں کامیاب ہوکر واپس روانہ ہوا، راستہ میں وفد کی کامیابی کا تذکرہ کرتے ہوئے صدرالافاضل مولانا نعیم الدین رضوی مرادآبادی نے مفتی برہان الحق کا ہاتھ پکڑ کر حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

"برہان میاں! آپ کے ابتدائی دو سوالوں نے تو ابوالکلام کو بالکل مبہوت کردیا۔"

وفد مکان پہنچا تو معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ انتظار فرما رہے ہیں۔ صدرالافاضل مولانا نعیم الدین رضوی مرادآبادی نے یہ امام احمد رضا سے عرض کیا کہ "حضور! برہان میاں نے بہت جرأت وہمت سے کام لیا، یہ صرف حضور ہی کا فیض ہے۔"

امام احمد رضا بریلوی نے دعائیں دیں۔ [۱]

---

[۱] حضرت علامہ محمد جلال الدین قادری (خلیفہ حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خاں نوری بریلوی) نے ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست کے عنوان سے مفصل ومبسوط مقدمہ کے ساتھ یہ تفصیلات مرتب کی ہیں جو لاہور سے مکتبہ رضویہ نے ۱۹۸۰ء میں شائع کردی ہے۔ م. رضوی غفرلہٗ

نوٹ: مزید معلومات کے لئے دیکھئے "امام احمد رضا اور مولانا ابوالکلام آزاد کے افکار" از ڈاکٹر سید جمال الدین اسلم پروفیسر غلام یحییٰ انجم ہمدرد یونیورسٹی دہلی (مطبوعہ ادارہ تحقیقات امام احمد کراچی ۱۹۹۷ء)

تحریک پاکستان

۱۹۴۰ء کے عظیم الشان اجلاس میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی، جس کی مسلمانان ہند کی اکثریت نے تائید کی، ۲۷، تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء کو بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس کا انعقاد ہوا جس میں اہل سنت وجماعت کے ۲ ہزار علماء و مشائخ شریک ہوئے۔ سب نے متفقہ طور پر یک زبان ہو کر پاکستان کی حمایت کی۔ آل انڈیا سنی کانفرنس میں مفتی محمد برہان الحق نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ۳ جون ۱۹۴۷ء کو اعلانِ آزادی کیا گیا، اور ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء میں پاکستان اور ۱۵ اگست میں ہندوستان کو آزادی مل گئی[1] اس کانفرنس کی مفتی اعظم مولینا مصطفٰے رضا نوری بریلوی نے صدارت فرمائی اور آپ کو مرکزی دارالافتاء بریلی کا صدر مفتی منتخب کیا گیا۔

پاکستان کو بنے ہوئے ۴۴ سال گزر گئے مگر جس بنیاد پر ہمارے علماء نے تحریک کو تقویت پہنچائی وہ ابھی تک مفقود ہے، یعنی اسلامی مملکت، جو کہ ملک میں قرآن وحدیث کا حکم نافذ ہو، پاکستان کے حکومت کرنے والے سبھی حکمرانوں نے مسلمانوں کو بیوقوف بنایا، اسلامی ریاست کا نعرہ تو لگایا مگر اس کو حقیقت کے روپ میں نہیں ڈھال سکے، ہمارے علماء کو اب بھی جدوجہد کرنے میں دریغ نہیں کرنا چاہیے۔

دارالقضاء شرعی کا قیام

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی نگاہ دوربین دیکھ رہی تھی کہ مستقبل قریب میں ہندوستان کو آزادی ملنے والی ہے، چنانچہ اوائل شعبان ۱۳۳۹ھ ۱۹۲۱ء میں آپ سے پوچھا گیا کہ ہندوستان کو برطانوی حکومت سے نجات ملی تو قاضی شرع اور مفتی شرع کا تقرر کیسے ہوگا؟

---

[1] محمد مسعود احمد، پروفیسر، رہبر و رہنما ص ۱۷، ۱۸، مطبوعہ رضا اکیڈمی محمد علی روڈ اسٹریٹ بمبئی ۳

امام احمد رضا نے فرمایا: "غور کروں گا" پھر ایک روز خلاف معمول بیٹھک میں تخت پر تین مخصوص نشستوں کا اہتمام کیا، اور خود سامنے تشریف فرما ہوئے، ارشاد فرمایا۔

"ملک انگریزوں کے تسلط سے عنقریب آزاد ہوگا، جمہوری بنیادوں پر اسی ملک کی حکومت کا قیام عمل میں آئے گا"

پھر اچانک فرمایا۔ "آج پورے ملک ہندوستان کے لئے صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی اور مفتی اعظم قدس سرہٗ کو قاضی شرع مقرر کرتا ہوں" اور ساتھ ہی ان کو مخصوص نشست پر بٹھایا، پھر برہان الملۃ والدین مفتی محمد برہان الحق جبل پوری کو قاضی شرع کی مدد کے لئے مفتی شرع نامزد کیا، اور ان کو اپنی مخصوص نشست پر بٹھایا[1] اور امام احمد رضا نے دست مبارک اٹھا کر بہت دیر تک دعا فرمائی —

صدر الشریعہ مولینا امجد علی اعظمی حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ نے دوسرے ہی دن قاضی شرع کی حیثیت سے پہلی نشست کی اور وراثت کے معاملہ کا فیصلہ فرمایا۔ اس کے بعد مفتی برہان الحق نے امام احمد رضا سے اجازت لیکر رمضان ۱۳۳۹ھ ۱۹۲۱ء کو جبل پور چلے گئے، جبل پور پہنچنے پر کچھ ایسے حالات و مواقع پیدا ہوئے کہ پھر بریلی شریف حاضر نہ ہوسکے[2]

موجودہ زمانہ میں "دار القضاء شرعی" کی اہم ضرورت ہے، علماء اہل سنت و اکابرین ملت اور مفتیان کرام کو چاہیئے کہ وقت کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے "مرکزی دار القضاء شرعی" کی نشاط ثانیہ کریں، تاکہ ملت کے درپیش آمدہ مسائل کو حل کرنے میں مدد مل سکے۔ اور اعلیٰحضرت کی دیرینہ خواہش کی تکمیل بھی ہو جائے۔

مسئلہ اذان ثانی جے پور میں مفتی محمد برہان الحق رضوی جبل پوری کی قیام گاہ کے بالکل سامنے مسجد تھی، جمعہ کے دن

---

[1] محمد مسعود احمد، پروفیسر، رہبر و رہنما ص ۱۵ مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی [2] (ا) ماہنامہ حجاز جدید دہلی ص ۱۶، ۱۷ بابت ستمبر و اکتوبر ۱۹۹۰ء ۱۴۱۱ھ شمارہ ۹، ۱۰ ج ۳ (ب) محمد شہاب الدین رضوی راقم السطور: مفتی اعظم اور ان کے خلفاء ص ۱۴۶، مقدمہ مفتی سید شاہد علی رضوی رامپوری

مفتیٔ اعظم مولانا مصطفےٰ رضا نوری بریلوی قدس سرہٗ سے نماز جمعہ پڑھانے کی درخواست کی گئی، حضرت مفتی اعظم بریلوی قدس سرہٗ نے یہ خدمت مفتی برہان الحق کو تفویض فرمائی، جب جمعہ کا وقت آیا۔ اذان ہوئی آپ نے مسجد جانے کی تیاری کی مگر حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ ساتھ جانے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ مفتی برہان الحق نے حضرت مفتی اعظم سے مسجد چلنے کے لئے گذارش کی تو فرمایا۔

"یہاں کی مسجد کے لوگ بہت ضدی ہیں اذان ثانی مسجد کے اندر ہی دیتے ہیں، مسئلہ بتانے اور سمجھانے کے بعد بھی باز نہیں آتے، اور میں خلاف سنت عمل اپنے سامنے ہوتے نہیں دیکھ سکتا، جب خطبہ شروع ہو جائے گا۔ میں آجاؤنگا"

مفتی برہان الحق نے عرض کی حضور تشریف تو لے چلیں آج اذان مسجد کے اندر نہ ہوگی، پھر فرمایا۔

"میں بہت سمجھا چکا اور دیکھ چکا یہ لوگ ماننے والے نہیں، میری دعا ہے کہ خدا کرے کہ یہ آج آپ کے سمجھانے اور مسئلہ کی وضاحت سے مان جائیں۔ خدا انہیں اس کی توفیق و ہدایت عطا فرمائے"

مفتی محمد برہان الحق تنہا مسجد تشریف لے گئے، ادائے سنت کے بعد آپ سے خطبہ کے لئے کہا گیا، آپ منبر پر رونق افروز ہوئے موذن نے بالکل منبر کے قریب کھڑے ہو کر اذان دینے کا ارادہ کیا، مفتی برہان الحق نے موذن کو رونق افروز ہوئے موذن نے بالکل منبر کے قریب کھڑے ہو کر اذان دینے کا ارادہ کیا، مفتی برہان الحق نے موذن کو روک کر حاضرین مسجد کو مطلع کر کے اذان سے متعلق شرعی حکم سنایا کہ:

"اذان مسجد کے اندر دینا مکروہ تحریمی ہے، اذان کا مقصد اعلان عام ہے، خطیب کے سامنے منبر کے قریب مسجد کے اندر اذان دینے سے وہ مقصد حاصل نہیں ہوتا جو شریعت نے مقرر فرمایا ہے، اسی مقصد کے لئے اذان خطبہ بھی خارج مسجد دینے کا حکم فرمایا گیا ہے میں خلاف سنت کوئی کام نہ کروں گا کہ میں منبر پہ ہوں اور اذان

ثانی خطبہ میرے سامنے منبر کے قریب مسجد کے اندر دی جائے۔ میں خطبہ اور نماز جمعہ
اسی وقت پڑھاؤں گا جب اذان خارج مسجد خطیب کے سامنے ہو، اور نماز کے
بعد آپ تمام حضرات مسجد ہی میں موجود رہیں، میں اس مسئلہ کو پوری وضاحت
کے ساتھ آپ کو سمجھا دوں گا۔"

چنانچہ مؤذن نے مسجد کے باہر منبر کے سامنے اذان خطبہ دی، جب مسجد کے
باہر اذان خطبہ دی، تو قیام گاہ میں حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کو معلوم ہوا کہ آج
تو اذان مسجد کے باہر ہو رہی ہے۔ اس پر حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ نے بڑے
جذبۂ مسرت کے اظہار کے ساتھ ارشاد فرمایا۔

"الحمد للہ آج تو اذان خارج مسجد ہو رہی ہے۔ برہان میاں نے صحیح کہا تھا
کہ اذان مسجد کے اندر نہ ہو گی۔"

حضرت مفتی اعظم فوراً مسجد میں تشریف لے آئے، نماز جمعہ کے بعد مفتی برہان الحق
نے مسئلہ اذان ثانی کو بہت واضح طور پر سمجھا دیا، ختم تقریر پر متولی صاحب نے
اقرار کر لیا اور اعلان کیا کہ "اب اذان خطبہ بھی ہمیشہ اس مسجد میں خارج مسجد
ہی ہوا کرے گی، اور اس امر کا ندامت کے ساتھ اعتراف کیا کہ حضرت مفتی اعظم
قدس سرہٗ کی بات ہم لوگوں نے نہیں مانی جس کا ہمیں افسوس ہے، اور اس
کے لئے توبہ کی اور معافی چاہی، نماز جمعہ سے واپس پر قیام گاہ میں مفتی محمد
برہان الحق کو اس کامیابی پر حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ نے بہت بہت دعاؤں
سے سرفراز فرمایا۔[۱]

مفتی محمد برہان الحق رضوی جبل پوری نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے فتوے
پر (جو امام موصوف نے مسئلہ اذان ثانی پر لکھا کہ اذان ثانی خارج مسجد ہونا
چاہیے) ان الفاظ میں مہر تصدیق ثبت فرمائی۔

---

[۱] ماہنامہ استقامت کانپور، مفتی اعظم نمبر، ص ۲۸، بابت رجب مئی ۳، ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء

"ان ھذا لھوالحق المبین۔ کتبہ الفقیر الحقیر برھان الحق المدعو محمد عبد الباقی الرضوی الجبلفوری زینہ اللہ تعالیٰ بالکمال المعنوی والصوری "[1]

مسئلہ اذان ثانی میں مخالفین کو آپ نے منہ توڑ جواب دیا۔ اور اعلیٰ حضرت کی تحریک احیاء سنت کی اشاعت اور تعاون میں بھرپور کوشش کی، جبل پور کے علاقہ میں مختلف مساجد میں اپنی انتھک سعی بلیغ سے اذان خارج مسجد دلوائی۔

تصانیف حضرت مفتی محمد برہان الحق جبل پوری کے تمام قلمی جواہر پارے آپ کی علمیت وصلاحیت اور فقہ [illegible] وژرف نگاہی کے منہ بولتے شاہکار ہیں۔ مفتی برہان الحق کے رسائل پر امام احمد رضا کی تقریظیں بھی ہیں، سیتاپور سے ایک استفتا سادات مارہرہ کے ایک بزرگ ارتضیٰ حسین نے ارسال فرمایا جس کے جواب میں مفتی برہان الحق نے ایک فتویٰ بصورت رسالہ مندرجہ ذیل عنوان سے تحریر فرمایا۔

اجلال الیقین بتقدیس سید المرسلین (۱۳۳۷ھ)

یہ رسالہ امام احمد رضا کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے مندرجہ ذیل تقریظ تحریر فرمائی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الحمد للہ! فقیر غفرلہ القدیر اس تالیف منیف وتصنیف نظیف کے مطالعہ سے مسرور ہوا۔ عزوجل اس کے مؤلف سعید محمد رشید فرزند دلبند سعادتمند مولانا مولوی برہان الحق جعلہ اللہ تعالیٰ کاسمہ دلیل الصدق وبرھان الحق۔

---

[1] ہفت روزہ اخبار دبدبہ سکندری رامپور

کو دارین میں مدارج عالیہ و معارج جلیلہ کرامت فرمائیے۔ بحمد اللہ تعالیٰ یہاں کے عالم ماجد عمدۃ العلماء زبدۃ الفضلاء حامی السنن ماحی الفتن، حسنۃ الزمن زینۃ الایام مولانا مولوی حافظ شاہ محمد عبد السلام سلمہ السلام لحمایۃ الاسلام ونکایۃ الکفرۃ والمبتدعین اللئام وادام فیضہ الی یوم القیام کے برکات ہیں۔[1]

وحسن بنات الارض من کرم[2]

(ملخصًا)

مفتی محمد برہان الحق جبل پوری کا دوسرا رسالہ صیانۃ الصلوٰت عن حیل البدعات (۱۳۹۰ھ) الٰہ آباد میں طبع ہوا۔ اس پر امام احمد رضا کے فرزند اصغر حضرت مفتی اعظم مولٰینا شاہ مصطفٰے رضا نوری بریلوی قدس سرہٗ کی تقریظ ہے۔ آپ کا تیسرا رسالہ دربارِ تقبیل قبر ہے، جس پر امام احمد رضا نے ان الفاظ میں تبصرہ فرمایا ہے: "ماشاء اللہ بہت اچھا لکھا ہے۔"[3] اس کے علاوہ اور بھی بہت سے مقالات اور فتاوے ہیں، جو مختلف اوقات میں تحریر فرمائے۔ آپ کا خطبہ صدارت اپنی بلند معیاری کی وجہ سے اہل علم و دانش میں کافی مقبول و محبوب ہوا۔

مسلم پرسنل لا میں اعلیٰ کارکردگی

اندرا گاندھی کے دورِ حکومت میں مسلم پرسنل لا میں ترمیم و تحریف اور تبدیلی کا بل پاس ہوا، مفتی محمد برہان الحق نے اس کے خلاف فوری طور پر احتجاجًا ایک مراسلہ حکومت ہند کو بھیجا، جس میں مسلم پرسنل لا میں کسی بھی قسم کی کوئی تبدیلی ترمیم یا تحریف کو مسلمانوں کی جانب سے ناقابل قبول قرار دیا، اور اس کے لئے قانونی شرعی پہلوؤں کو اس مراسلے میں تحریر کیا گیا، اس کے بعد ہندوستان کے ارباب فکر و دانش نے علماء کرام

---

[1] محمد برہان الحق رضوی جبل پوری، مفتی: اکرام امام احمد رضا ص ۷۰، [2] محمد مسعود احمد، پروفیسر: اکرام امام احمد رضا ص ۱۰، (حاشیہ) [3] مکتوب امام احمد رضا بریلوی بنام مفتی محمد عبد السلام رضوی جبلپوری (۱۳، ربیع الآخر سنہ ۱۳۳۳ھ)

لی زیر قیادت بمبئی میں ایک احتجاجی جلسہ کا اعلان کیا۔ جس میں ملک کے ہر عقیدہ اور مکتبۂ فکر کے علماء کو دعوت شرکت دی گئی۔ مفتی برہان الحق جبل پوری کے نام بھی دعوت نامہ آیا۔ مگر آپ نے اس مخلوط جلسے میں شرکت سے معذرت نامہ بھیج دیا۔ حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ انہیں دنوں بالاگھاٹ تشریف لے گئے تھے۔ اور مفتی برہان الحق کے صاحبزادے مولانا محمد محمود احمد رضوی نے حضرت مفتی اعظم سے شرف زیارت حاصل کی حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ نے پرسنل لا اور اس کے اجتماع میں مفتی برہان الحق کی شرکت کے بارے میں دریافت کیا، تو صاحبزادے گرامی نے مفتی برہان الحق کی شرکت سے معذرت اور اس کے اسباب مفتی اعظم قدس سرہٗ کے سامنے عرض کئے، حضرت مفتی اعظم نے ارشاد فرمایا۔

"برہان میاں سے جا کر کہو کہ ہرگز ہرگز اس جلسے میں شرکت سے انکار نہ کریں۔ اور چونکہ اس سلسلے میں سب سے پہلے انہیں کا احتجاج اور اقدام ہے۔ اور احتجاج بھی ایک باقوت احتجاج ہے اس لئے انہیں اپنا کام جاری رکھنا اور اسے آگے بڑھانا ہے، مخلوط اجتماع اور غیروں کے زیر اہتمام وصدارت یہ جلسے ہونے کے باعث انہوں نے جو معذرت کی اور شرکت سے احتراز فرمایا ہے اسے ترک فرما دیں، اور ضرور ضرور شرکت فرمائیں۔"

ادھر بمبئی سے مدعوین جلسہ برابر مراسلت و فون پر مفتی برہان الحق سے رابطہ قائم کئے ہوئے تھے، کہ" آپ ضرور ضرور ہر حالت میں جلسے میں شرکت کریں۔ جب مولانا محمود احمد نے بالاگھاٹ سے آکر مفتی اعظم قدس سرہٗ کا پیغام وحکم سنایا تو مفتی برہان الحق نے حضرت کے حکم کی تکمیل کرتے ہوئے انکے اشارات وہدایات پر شرکت کا ارادہ کرلیا۔ جلسے میں شرکت کے لئے بمبئی پہنچے مگر منتظمین جلسہ کے مہمان نہ ہوئے اور اپنے ایک برادر طریقت خلیل احمد رضوی کے یہاں قیام کیا۔

جلسے میں بہت زبردست اجتماع تھا تقریباً دو لاکھ افراد کا مجمع تھا۔ مفتی

برہان الحق کے پہنچنے سے پہلے جن مولویوں نے تقریریں کیں ان کے فوٹو لئے گئے اور دوران تقریر تالیوں کی گونج اٹھتی رہی، جب مفتی برہان الحق کا تقریر کیلئے اعلان ہوا۔ آپ مائک کے سامنے پہنچے فوٹو گرافر سامنے آیا۔ آپ نے نہایت بلند آواز سے زوردار آواز میں سختی کے ساتھ منع کیا کہ:

"یہ جلسہ ایک اسلامی جلسہ ہے مسلمانوں کا ہے فوٹو کھینچنا حرام ہے ہرگز ہرگز کوئی فوٹو نہ لیا جائے"

جب مفتی برہان الحق نے یہ تقریر شروع کی اور اسلام کے قانون کی عظمت و اہمیت کا ذکر کیا تو حسب معمول مجمع نے تالیاں بجائیں آپ نے سختی کے ساتھ مسلمانوں کو اس سے باز رہنے کو کہا، اسی تقریر میں مفتی برہان الحق نے یہ واضح کیا۔

"مسلم پرسنل لا مسلمانوں کا قرآنی شرعی اسلامی قانون ہے، جس میں ایک حرف کی نہ ترمیم ہو سکتی ہے نہ ہی کسی قسم کی تحریف و تبدیلی ہی کی جا سکتی ہے، قرآن عظیم کے حکم کے مطابق اس میں کسی قسم کی ترمیم و تحریف یا تبدیلی کرنا تو درکنار اس قسم کا کوئی ارادہ کرنا اور اس کا اظہار کرنا ہی کفر ہے، قرآن عظیم کا ارشاد ہے۔ "ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکفرون" ــــ اور بھی قرآن کریم کا ارشاد ہے ان الحکم الا للہ اسلام کے لئے حکم دینا صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے اللہ ہی اسلام میں احکام کا مالک ہے"

مفتی محمد برہان الحق جبل پوری نے اس سلسلے میں جن نکات کو جلسے میں پیش کیا ان سے سبھی حاضرین جلسہ بہت متاثر ہوئے۔ اور پھر ساتھ ہی ساتھ آپ نے حکومت کو بھی متنبہ کیا کہ:

"مسلمان سر پر کفن باندھ کر حکومت کے ہر اس اقدام کا مقابلہ کرنے کو تیار ہیں۔ اور ہر اس حکم کی دھجیاں اڑانے کو مستعد ہیں، اور یہ طے کر چکے ہیں کہ وہ حکومت کے اس ارادہ کو کبھی بھی کامیاب نہ ہونے دیں گے کہ وہ مسلم پرسنل لا میں کسی قسم کی ترمیم و تحریف، تبدیلی کی کوشش کرے اور حکومت چونکہ سیکولر

ہے اسے اپنی سیکولزم کے پیش نظر مسلمانوں کے مذہبی، معاشرتی، اور اخلاقی احکام میں دخل دینے سے احتراز کرنا چاہیئے، اور ملکی قانون کے تحت شخصی و مذہبی آزادی میں حکومت کو کسی قسم کی دخل اندازی کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

حکومت کے پاس جو کچھ فضلہ خوار نام کے مسلمان ہیں اور اپنی مطلب براری کے لئے پال رکھے گئے ہیں، وہ صرف نام کے مسلمان ہیں، وہ احکام الہٰی میں کسی قسم کی ترمیم یا تنسیخ یا تحریف کا ارادہ کریں اور حکومت سے درخواست کریں تو وہ جب سرے سے مسلمان ہی نہیں بلکہ خارج از اسلام ہیں تو ان کی بات مسلمانوں کی بات نہ ہوگی، اور انہیں مسلم پرسنل لا کے متعلق کچھ کہنے کا قانونی حق بھی نہیں ہے ——
—— اور مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان سے مقاطعہ کریں، ان سے سلام وکلام ترک کریں ــ بیمار پڑیں عیادت نہ کریں، مرجائیں تو ان کی نماز جنازہ نہ پڑھائیں۔

میں حکومت کو بھی اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وزیراعظم اندرا گاندھی نے اعلان کیا ہے کہ اگر مسلمان چاہیں گے تو مسلم پرسنل لا میں ان کی منشار کے مطابق تبدیلی کرنے کا قانون بنایا جا سکتا ہے، حکومت اور وزیراعظم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مسلمان کبھی بھی مسلم پرسنل لا میں کسی بھی قسم کی تبدیلی کو برداشت نہ کریں گے، اور جو مسلمان نہیں انہیں مسلم پرسنل لا میں تبدیلی کا کوئی قانونی حق نہیں۔ حکومت ان کی باتوں میں ہرگز توجہ نہ دے"

مفتی برہان الحق کی اس بے باکانہ تقریر نے حکومت کے کان چوکنے کر دیے اور تقریر کے دوران نعرۂ تکبیر اور نعرۂ رسالت جلسے میں بلند ہوتے رہے، جب مفتی برہان الحق اپنی تقریر ختم کر کے جلسہ گاہ سے قیام گاہ کی طرف جانے لگے تو قاری طیب بانی دارالعلوم دیوبند اور مولوی عتیق عثمانی نے آپ سے جلسے میں بیٹھنے کو کہا ــ اس پر مفتی برہان الحق نے یہ فرمایا کہ "مجھے آپ نے جس لئے بلایا تھا میں نے اپنا اظہار خیال کر دیا اور اپنا کام کر دیا، اب آپ اپنا جلسہ کرتے رہیں۔"

قاری طیب نے بڑے پرخلوص جذبات میں کہا کہ،

"جلسے میں آپ نے جن نکات کا ذکر کیا، ان نکات کی طرف ہمیں شان و گمان بھی نہ تھا، ہمارے فہم اس کے حصول سے قاصر رہے، ہم اس طرف توجہ بھی نہ کر سکے آپ کی تشریف آوری اور شرکت سے ہمارا جلسہ نہایت کامیاب رہا۔"

پھر مولانا فاخر الہ آبادی، مولوی عتیق عثمانی اور قاری طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے جلسے میں بیٹھنے کے لئے اصرار کیا ــــ آپ نے فرمایا "میں قیام گاہ پر جا رہا ہوں!" داؤدی فرقے کے پیشوا ملا نجم الدین، مولوی عتیق کچھ دور تک مفتی برہان الحق کے ساتھ آئے اور اپنے تاثرات ان الفاظ میں ظاہر کئے۔

اگر آپ جلسے میں تشریف نہ لاتے، اور شرکت نہ فرماتے تو جس طرح آپ کی شرکت سے اور تقریر سے ہمارا جلسہ کامیابی سے ہمکنار ہوا ہے ہرگز ہرگز نہ ہوتا۔"

اس جلسے میں علماء اہل سنت نے بھی شرکت فرمائی تھی ــــ صبح جب جلسے کی کارروائی مفتی برہان الحق کی تقریر کے ساتھ اخبارات میں جلی حرفوں میں شائع ہوئی، تو علماء اہل سنت نے آپ کے لئے دعائیں کیں اور کامیابی پر مبارکبادی دی دوسرے دن کے اجلاس میں بھی آپ نے شرکت کی، حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کو جب جلسے کی مکمل رپورٹ ملی تو انہوں نے مفتی برہان الحق کی کامیابی پر دعائیہ کلمات کے ساتھ مبارکباد تحریر فرما کر والا نامہ سے آپ کو نوازا ــــ جب مفتی برہان الحق بریلی شریف حاضر ہوئے تو حضور مفتی اعظم نے مسرت کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

اگر تم شریک جلسہ نہ ہوتے اور اظہار حق ــــ واعلان حق نہ کیا ہوتا تو بڑی کمی رہ جاتی، تم نے اس سلسلے میں جو اندرونی کارروائی میں پہل کی تھی اس کی تائید میں یہ جلسہ بڑا کامیاب رہا، اور یہ جلسہ تمہاری شرکت سے تمہارا جلسہ ہو گیا۔"

ماہنامہ استقامت کانپور، مفتی اعظم نمبر، ۲۹ تا ۳۲، بابت رجب المرجب ۱۴۰۳ھ مئی ۱۹۸۳ء

شدھی سنگھٹن تحریک

اسلام دشمن، مسلم اتحاد کو پاش پاش کرنے اور اسلام کے شیرازہ کو منتشر کرنے کے لیے

۱۸۸۵ء میں انڈین نیشنل کانگریس کا قیام عمل میں آیا ۔ ۱۹۰۵ء میں تحریک ریشمی رومال کا آغاز ہوا ۔ ۱۹۱۹ء میں تحریک خلافت شروع ہوئی، بظاہر جس کا مقصد سلطنت عثمانیہ کی حفاظت وحمایت اور اعانت تھا لیکن اندرون خانہ کانگریس کو اس سے بے پناہ قوت ملی، اور وہ اپنے پیروں پر کھڑی ہوگئی ۔ ۱۹۲۰ء میں مسٹر گاندھی نے تحریک موالات شروع کی جس کا مقصد انگریزوں کا بائیکاٹ کرکے ان پر دباؤ ڈالنا اور ہندوستان کی آزادی کے لیے راستہ ہموار کرنا بتایا گیا، اسی زمانے میں تحریک ہجرت، اور تحریک گاؤکشی چلی، ان تحریکوں کا مقصد مسلمانوں کو کمزور سے کمزور تر کرنا تھا ۔ انہی تحریکوں کے نظریات کو لیکر مسلم اتحاد کے فتنہ انداز پنڈت شردھانند نے ۱۹۲۳ء میں شدھی سنگھٹن نے تحریک چلائی جو مسلمانوں کو مرتد بنانے کی تحریک تھی، اس تحریک نے ایسی آگ لگی کہ ضعیف الایمان والوں نے اپنا ایمان کھودینے کا ارادہ کیا، جن کا ایمان مضبوط تھا ان کو روپیے کی لالچ دی گئی، اور جو لوگ کمزور تھے مگر ان کے ایمان مضبوط تھے ان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے، مسلم راجپوتانہ کی ساری قوم کو بربادی اور بے ایمانی کے دھانے پر لگا دیا گیا، فرزندان توحید واسلام کے پاک دلوں کو نور ایمان اور امانت توحید کے بجائے ظلمت کفر اور گندگی شرک سے ملوث کیا جانے کا عزم کیا گیا، ایک غیر فانی معبود وسجود سے رشتہ عبودیت توڑ کر ان کی گردنیں مصنوعی وخود ساختہ معبودوں اور تیس کروڑ دیوتاؤں اور گھانس کھانے والے حیوانوں کے آگے خم کرائی جانے لگی، اور اس انقلاب کو عملی جامہ پہنانے کے لیے جبر وتشدد، مکر وفریب خوف وطمع کے بے شمار ہتھیار استعمال کیے گئے ۔ اب اس کی حقیقت ایک عینی شاہد ڈاکٹر شیخ اللہ دتا رکن انجمن خدام الصوفیہ پنجاب کی زبانی سنئے ۔

"میں ضلع متھرا کے ایک گاؤں موضع نوگانواں میں تبلیغی شفاخانہ انجمن خدام الصوفیہ پنجاب کا انچارج ہوں، نوضع ایک ہندو ٹھاکر ساکنہ متھرا کی واحد ملکیت ہے ـــ باشندگان دیہہ ملکانے راجپوت کاشتکاری آراضی غیر سبوہ دار ہیں، جب شدھی کا چرچا ہوا تو یہاں ایک بڑا جاری جلسہ مسلم راجپوتوں کا زیر صدارت جناب کنور عبدالوہاب خاں صاحب منعقد ہوا، اطراف وجوانب اور اضلاع پنجاب سے بھی سربرآوردہ راجپوت اس جلسے میں شریک ہوئے، اور کئی ہزار مسلم راجپوت جمع ہوگئے، غریب ملکانے اپنے مسلمان بھائیوں کے جلسہ میں عہد واثق کر چکے تھے کہ وہ دین حق پر قائم رہیں گے، مگر تھوڑے عرصہ کے بعد ہی گانوں کے ہندو مالک کی طرف سے جابرانہ کارروائی شروع ہوجاتی ہے، اور آریہ اپدیشک طمع دکھلاتے ہیں اور قرض دینے اور تنخواہیں مقرر کرنے سے پانچ سو اشخاص ضعیف الایمان مرتد ہوجاتے ہیں۔ اور شدھی سے انکار کرنے والے لوگوں پر جبر ناجائز دباؤ ڈالا جاتا ہے، کہیں مقدمے بنا کر خاص خاص آدمیوں کو تنگ کیا جاتا ہے، اور شدھی ہونے پر مجبور کیا جاتا ہے چنانچہ پانچ مسلمانوں کی محض شدھی سے انکار کرنے پر مالک دیہہ کے کارندے نے ایذارسانی کا عہد کرلیا ہے، ان کے خلاف درخت کاٹنے کا استغاثہ دائر کردیا ہے، اور مرتد شدہ ملکانوں کی معرفت بار بار دکھلایا جاتا ہے کہ اگر تم بھی برادری میں مل جاؤ اور شدھی قبول کرلو تو مقدمات واپس لے لئے جائیں گے۔ ورنہ ایک مقدمہ کیا دیکھنا کس قدر سنگین مقدمات تمہارے خلاف دائر کئے جائیں گے، یہ غریب مسلمان شدھی سے انکار کرنے والے ان کے ظلم وستم کے شکار بنے ہوئے ہیں، اس خوف وہراس کی حالت میں غریب جاہل ملکانے اکثر آکر کہا کرتے ہیں کہ یا تو زمین اور وطن عزیز کو ترک کرنا پڑے گا یا دین حق چھوڑ کر مرتد ہونا پڑے گا۔ ہم زمیندار کے ہر روز کے مقدمات اور جھوٹے الزامات کی پیروی کے لئے کس طرح حاضر عدالت رہ سکتے ہیں ـــ یہ ہیں شدھی کے کارنامے"[1]

---

[1] ہفت روزہ اخبار دبدبۂ سکندری رام پور ص ۱ ک ۲،۱ بابت ۱۲ نومبر ۱۹۲۳ء شمارہ ۴۳ جلد ۶۰

۱۹۲۳ء کے وقت میں بہی خواہان ملت اسلامیہ سخت اضطراب کے عالم میں تھے کہ ہے کوئی ہماری رہنمائی کرنے والا؟ لبیک امام احمد رضا کے صاحبزادے حضور مفتی اعظم قدس سرہ نے لبیک کہا اور ان کی رہنمائی کی عنان اپنے ہاتھوں میں لی۔ حضرت مفتی اعظم نے بے تابانہ تعاقب کرکے اس کا قلع قمع کر دیا شدھی تحریک کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، اور سرکوبی کی ـــــ اس فتنہ کے ارتداد میں پیش پیش رہے، شدھی تحریک کے فتنہ ارتداد کے زمانہ میں حضرت مفتی اعظم نے پانچ لاکھ ہندوؤں کو کلمہ طیبہ پڑھا کر مسلمان کیا[1] مفتی برہان الحق نے مفتی اعظم کا ہاتھ بٹایا اور ان کے معین و مددگار رہے۔

شدھی تحریک کے انسداد کے لئے مفتی برہان الحق نے ۱۹۲۳ء میں جماعت ظاہر ین علی الحق (جبل پور) قائم فرمائی، اس کے ذریعہ مفتی برہان الحق شدھی پر برق صاعقہ بن کر خرمن باطل پر گر پڑے، اور خرمن کو خاکستر کر ڈالا ـــــ اسی زمانے میں بہت سے لوگوں کو مشرف باسلام کیا جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔[2]

ہماری جماعت کے منکرین کو یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ یہ شدھی تحریک دفن ہوگئی بلکہ اب دوبارہ وجود میں آچکی ہے، اگر اس کی بیخ کنی نہیں کی گئی تو آگے چل کر بڑی جد مسلسل ہی کرنا پڑے گا۔ راقم السطور ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف اگست ۱۹۹۳ء کے شمارہ میں تفصیل سے لکھ کر علماء کی عدالت میں پیش کر چکا ہے۔ عرس رضوی منعقدہ ۲۳ تا ۲۵ صفر ۱۴۱۳ھ کو استاذ محترم حضرت مفتی سید شاہد علی رضوی نے بڑے دکھ و افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ "اب منظم منصوبہ بند طریقے سے تبلیغ کرنے کی ضرورت ہے"۔

نوازشات امام احمد رضا

حضرت مفتی اعظم نے مفتی برہان الحق کو ہمیشہ اپنا بھائی فرمایا، اسی بنا پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے

---

[1] محمد شہاب الدین رضوی بہرائچی، راقم السطور، مفتی اعظم اور ان کے خلفاء ج ۱ ص ۳۱ مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ ۱۹۹۰ء

[2] راقم "مفتی اعظم اور تحریک شدھی" کے عنوان سے ایک مبسوط مقالہ لکھ رہا ہے ان شاء اللہ عنقریب ہی منظر عام پر آجائے گا۔

آپ کو اپنا روحانی بیٹا فرمایا — مفتی برہان الحق نے جو زمانہ بریلی شریف میں امام احمد رضا کے حضور تعلیم علوم دین اور اکتساب فیوض و برکات ظاہری و باطنی اور روحانی حاصل کرنے کے لئے گزارا اس زمانے میں امام احمد رضا سے مفتی برہان الحق کا تعلق بالکل سگے بیٹے جیسا رہا۔ جس طرح اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے جبل پور کے متعلق اور مولٰنا شاہ عبدالسلام کے بارے میں ایک مکتوب میں تحریر فرمایا ہے اسی مکتوب میں امام احمد رضا نے آپ کے متعلق یوں قلم فیض رقم سے تحریر کیا۔ اور دعا فرماتے ہیں ؎

الٰہی نگہدار برہان حق ۔۔۔ بود دائما از دے اعلان حق[1]

امام احمد رضا بریلوی کے مکتوبات مفتی برہان الحق کے نام اکرام امام احمد رضا میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ امام احمد رضا نے ایک مکتوب میں آپ کو مخاطب فرمایا۔

"نور حدیقہ افضال، نو حدیقہ کمال، عزیز بجان، سعادت نشان، مولوی محمد عبدالباقی برہان الحق نورہ اللہ تجلیات النور المطلق"[2]

دوسرے مکتوب میں اس طرح تحریر فرمایا ہے۔

ولدی الاعز احقد دحی و بہجۃ قلبی جعلہ اللہ تعالٰے حق سبحنہ برہان الحق نورہ اللہ تجلیات النور المطلق۔[3]

تیسرے مکتوب میں یوں یاد کیا۔

"نور عینی و درۃ زینی جعل کا سمہ برہان الحق"[4]

---

[1] اکرام امام احمد رضا پہلی بار ۱۴۰۱ھ سنہ ۱۹۸۱ء میں مرکزی مجلس رضا لاہور کے زیر اہتمام شائع ہوئی، ۱۴۰۲ھ سنہ ۱۹۸۲ء میں الجامعۃ الرضویہ پٹنہ سے شائع ہوئی ۱۲ رضوی غفرلہٗ [2] مکتوب امام احمد رضا بنام مفتی برہان الحق رضوی محررہ ۱۰، ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ

[3] مکتوب امام احمد رضا بنام مفتی برہان الحق رضوی محررہ شعبان المعظم بروز جمعہ ۱۳۳۶ھ

[4] ۲۵، شوال المکرم ۱۳۳۶ھ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے اپنے طویل قصیدہ (الاستمداد) میں جہاں اپنے بچا گردوں اور خلفاء کا ذکر فرمایا ہے۔ وہیں مفتی برہان الحق کا ذکر حضور مفتی اعظم کے ساتھ فرمایا ــــــ حضور مفتی اعظم کا اسم گرامی مشہور مصطفےٰ رضا اور کنیت ال رحمٰن ہے، اعلیٰ حضرت نے اس قصیدہ کے ایک شعر میں دونوں کا ذکر فرمایا، اور یہ شعر میں ہی نہیں۔ بلکہ ایک مصرع میں دونوں کے ناموں کو جمع فرمایا ــــــ جب کہ شاگرد اور ہر خلیفہ کا ذکر علیحدہ علیحدہ شعر میں فرمایا ہے، ان دونوں شخصیتوں کے متعلق جو شعر ارشاد فرمایا وہ یہ ہے ؎

آل الرحمٰن، برہان الحق
شرق پہ برق گراتے یہ ہیں

برہان ملت کی شاعری

رسالت انسانیت کے لئے ایک نعمت ہے ــــ خدائی ہدایت کے بغیر انسان فلاح کی راہ نہیں پاسکتا، خدانے اپنی رحمت کی تکمیل کے لئے انسانوں کی ہدایت کا طریقہ رسالت کو بنایا، اس نے انسانوں ہی میں سے انسانوں کی اصلاح کے لئے کسی مخصوص بندے کو منصب رسالت بخشا ــــ رسالت کا یہ سلسلہ ابتداء ہی سے ہر قوم میں ایک طویل عرصہ تک جاری رہا، سلسلہ رسالت کی آخری کڑی حضور سرکار محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ظہور عمل میں آیا۔ اور آپ کے ذریعہ سے انسانیت کو وہ آخری ہدایت نامہ دے دیا گیا جسے قیامت تک باقی رہنا ہے، اسی آخری ہدایت نامہ پر پوری توجہ مرکوز کردی گئی، یہ بات پورے اسلامی تحریری ذخیرے کے مزاج پر حاوی ہے، چنانچہ ہمارے شعراء نے بھی اسی کو اختیار کیا ــــ نعتیہ شاعری کا سب سے روشن ستارہ حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ہے، حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا زمانہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کا عہد ہے ۔ یہ روایت عربی شعراء سے ہوتی ہوئی ، فارسی شعراء تک پہنچتی ہے ۔
فارسی ادب میں جن شعراء نے نعت گوئی کو اپنا شعار بنایا ان میں اہم شعراء سعدی شیرازی
رومی ، جامی ، قدسی ، عطار اور خسرو ہیں ۔ مولانا مفتی محمد برہان الحق نے فارسی زبان
میں طبع آزمائی کی اور نعت رسول میں ایک ذخیرہ چھوڑا ہے ، مفتی برہان الحق اپنے
والد ماجد مولانا محمد عبد السلام سے جبل پور میں تکمیل علم کر کے فیض ظاہری و باطنی کے
لئے بریلی شریف کا سفر کیا ۔ اس سفر میں آپ نے فارسی میں نعتیہ سلام لکھا جسے
آپ نے اپنے ہمراہ مداح رسول منشی عبد الغفار کو امام احمد رضا بریلوی کی بارگاہ میں
سنانے کے لئے دیدیا ، بریلی شریف میں حاضری کے بعد جو پہلا جمعہ ملا اس میں نماز
جمعہ سے فارغ ہو کر امام احمد رضا کے دولت خانہ پر تشریف فرما ہوئے ۔ منشی عبد
الغفار نے امام احمد رضا سے نعت پاک پیش کرنے کی اجازت چاہی ، اور اجازت
ملنے پر انہوں نے مفتی برہان الحق کا فارسی سلام خوش الحانی اور والہانہ انداز میں
پڑھا اس وقت حاضرین مجلس میں پچاس ساٹھ حضرات اور بھی موجود تھے ۔ اس
سلام کے چند اشعار یہ ہیں ؎

حضور سید خیر الوریٰ سلام علیک — بہ بارگاہ شفیع الوریٰ سلام علیک
روم بسوئے تو ، بہر ہر قدم کنم سجدہ — نوائے قلب شود سیدا سلام علیک
بجز درت نہ کشایم بہ ہیچ در دستم — توئی ست قبلہ حاجات سلام علیک
عطائک عم علیٰ کل ذرۃ فامطر — علی غیث عطا من عطا ، سلام علیک

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے پلک مبارک پر کچھ قطرے جھلکنے لگے ، جب منشی
عبد الغفار نے یہ شعر پڑھا ؎

بہ احمدے کہ رضائش ہمہ رضائے خداست — بگو زمن بصلوٰۃ ، اے صبا سلام علیک

سامعین اور امام احمد رضا نے مولانا عبد السلام کی طرف دیکھا ، اس شعر کو بار بار
پڑھا گیا ۔ جب مقطع پڑھا گیا تو وہ بھی کئی بار پڑھا گیا ؎

رسی چو بر در احمد رضا بگو برہاں ! — بصد ادب بہ شما سیدا ، سلام علیک

اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے مولانا عبد السلام سے فرمایا ـــــ برہان میاں نے لکھا ہے؟ ماشاءاللہ، بارک اللہ! ـــــ پھر فرمایا، میں غور کر رہا تھا کہ مولانا جامی کے طرز پر کس نے طبع آزمائی کی ہے؟ کہاں ہیں برہان میاں؟ مفتی برہان الحق ادب کے ساتھ سامنے حاضر ہوئے، امام احمد رضا نے ارشاد فرمایا۔

"حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نعت شریف پیش کرنے کی اجازت چاہی، حضور نے منبر پر کھڑے ہو کر سننے کی اجازت دی، نعت شریف کو بہت پسند فرمایا، ـــــ جسم اقدس پر ردائے شامی (شامی چادر) تھی، اتار کر حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم پر ڈال دی تقیر کیا حاضر کرے؟"

اتنا فرما کر سر اقدس سے عمامہ اتار کر مولانا مفتی برہان الحق کے جھکے سر کو سرفراز فرمایا اور دعائے درازی عمر و ترقی علم و ثبات و استقامت فرمائی: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے شاعر کو جو عقیدت ہے اور حضور اکرم کے مقام صفات کا جو تصور شاعر کے ذہن میں بیٹھا ہوا ہے اس کا کیسا والہانہ اظہار ان اشعار میں کیا گیا ہے، کتنے اچھے اور سچے قافیے میں سرکار کی بارگاہ میں سلام کا نذرانہ پیش کیا ہے۔

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ ۱۳۳۷ھ ۱۹۱۹ء میں جبل پور تشریف لے گئے ۲۹ مارچ ۱۹۱۹ء بروز ہفتہ کو بعد نماز عشاء عید گاہ کلاں جبل پور میں عام جلسہ ہوا، اسی جلسہ میں مفتی برہان الحق کی دستار بندی ہوئی (تفصیل گزر چکی) امام احمد رضا کے منبر پر رونق افروز ہونے کے وقت بغرض تشکر و سپاس نامہ چند کلمات مفتی برہان الحق نے عرض کیے ـــــ اس وقت فی البدیہہ چند اشعار آپ نے کہے جو بہت پسند کیے گئے؛ کل اشعار دستیاب نہ ہو سکے صرف تین شعر ملاحظہ فرمائیں ؎

لہ (الف) محمد برہان الحق رضوی، نغمی الکلام امام احمد رضا ص ۵۶ (ب) ماہنامہ استقامت کا نپور (مفتی اعظم) ص ۱۵، بابت مئی ۱۹۸۳ء ۱۴۰۳ھ

۲۳ جب عید ہوگی ، ہو گی یہاں عید آج ہی — وابستگانِ دامنِ احمد رضا کی ہے
گرمی ہے اتنی درد ہے کلفت سفر کی ہے — ان سب پہ پہلوے کی صعوبت بلا کی ہے
خالی گئی نہ پھر بھی تری آستاں بری — برہاؔن یہ خوبی ترے خلوص و صفا کی ہے

حضرت مفتی برہان الحق کو امام احمد رضا سے عقیدت و محبت کا اندازہ اس نظم سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے ، ان کی شاعری میں جذبات کی گہرائی خلوص و دردمندی اور عالمانہ بصیرت پائی جاتی ہے ، مفتی برہان الحق نے مسافر کی صعوبتوں کو جن الفاظ اور جس انداز میں پیش کیا ہے۔ وہ ان کی بلند شاعری کا ایک نمونہ ہے۔ مفتی برہان الحق ہر صنف سخن پر قدرت رکھتے تھے ، برہاؔن آپ نے تخلص پایا۔

شان فتویٰ نویسی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کو ۱۲۹۳ھ ۱۸۷۶ء میں مفتی نقی علی خاں بریلوی نے فتویٰ نویسی کی مطلقاً اجازت عطا فرمائی۔ پھر مفتی نقی علی خاں بریلوی قدس سرہٗ کے وصال کے بعد ۱۲۹۷ھ ۱۸۸۰ء میں امام احمد رضا مستقل طور پر مسند افتار پر فائز ہوگئے ، روز افزوں ترقی سے عالم میں شہرہ ہوگیا اور علمار درسِ افتار لینے کے لئے آنے لگے ایک زمانہ وہ آیا کہ دارالافتار میں براعظم ایشیا ، یورپ ، امریکہ ، وغیرہ سے استفتار آنے لگے ، ایک وقت میں پانچ پانچ سو جمع ہوجایا کرتے تھے۔ امام احمد رضا نے دارالافتار کی عالمی شہرت اور کثرت کار کو دیکھتے ہوئے ایک نظام قائم فرمایا — امام احمد رضا فتویٰ نویسی کا کام عموماً دو مقام پر کرتے تھے ، ایک باہر دارالافتار میں — دوسرے زنانہ مکان میں ، دارالافتار میں کام کرنے والے حضرات کو دو منصب عطا کئے ایک پیش کار — دوسرے امین الفتویٰ — پیش کار ملک العلمار مولانا ظفرالدین رضوی بہاری اور صدر

ے — امام احمد رضا کے سفر جبل پور کی رپورٹ اور مسلمانان جبل پور کا شاندار استقبال ہفت روزہ اخبار دبدبہ سکندری رام پور ص ۲، ہوک ۲۵، ۲۶ ربابت ، ۱۰ اپریل ۱۹۱۹ء شمارہ ۲۲، جلد ۵۵ میں دیکھیں۔ اس وقت مولانا عبدالسلام کی مسرتوں کا تو کوئی اندازہ ہی نہ تھا اور یہ شعر پڑھ رہے تھے۔ وہ خود تشریف فرمایں میرے گھر بتا اے خوش نصیبی کیا کروں میں

الشریعہ مولانا امجد علی رضوی اعظمی رہے ـــــ امین الفتوی کا کام آسان فتووں کا جواب لکھنا اور جو فتوے اندر سے آئیں ان کا فتاوی رضویہ کی مختلف جلدوں میں نقل کرنا تھا، امین الفتوی کا کام بہت بڑا تھا، امام احمد رضا بعض مسائل پر اندر سے رسائل لکھ کر بھیج دیتے تھے، پھر ان کی روزانہ کی تصنیف کوئی ایک شخص نقل نہیں کر سکتا تھا۔!

امین الفتوی کے منصب پر مولانا سید غلام محمد بہاری، مولانا سید عبدالرشید عظیم آبادی فائز ہوئے، کچھ دنوں کے بعد مولانا عبدالرحمن بہاری مفتی نواب مرزا بریلوی امین الفتوی ہوئے۔ مفتی نواب مرزا رضوی بریلوی کے ہٹنے پر مولانا شفیع احمد رضوی بیسلپوری امین الفتوی ہوئے ـــــ ان کے بعد امین الفتوی کے منصب پر یکے بعد دیگرے دو نوجوان فاضل آئے، پہلے برہان ملت مفتی محمد برہان الحق جبل پوری، ان کی واپسی وطن کے کچھ دن بعد محدث اعظم ہند مولانا سید محمد محدث اشرفی کچھوچھوی نے مسند" امین الفتوی" کو رونق بخشی۔ لہ

مولانا عبدالسلام، مفتی برہان الحق کو زیور علم سے آراستہ کر کے امام احمد رضا کی بارگاہ میں لے گئے، امام موصوف نے آپ کو باقاعدہ فتوی نویسی کی خصوصی تعلیم و تربیت دی۔ افتار کی مشق بھی کرائی، مفتی برہان الحق امین الفتوی کی خدمت کمال حسن و خوبی کے ساتھ انجام دیتے رہے۔ یہی وہ خدمت تھی جس نے آپ کو امام احمد رضا نے اپنا فرزند روحانی فرمایا۔ اور مفتی اعظم جیسی نابغہ روزگار شخصیت نے آپ کو اپنا بھائی سمجھا ـــــ یہی وہ خدمت تھی جس سے آپ دارالقضا کے معین المفتی مقرر ہوئے، بحمد اللہ تعالیٰ بریلی شریف

لہ محمد شہاب الدین رضوی بہرائچی، ماقم السطور: مفتی اعظم اور ان کے خلفار ج ۱، ص ۹۔
(مقدمہ مفتی سید شاہد علی رضوی رامپوری)

کی یہ شان فتویٰ نویسی آج بھی جاری و ساری ہے۔ اعلیٰ حضرت کے وارث و جانشین، فقیہ اسلام علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری (سجادہ نشین آستانہ رضویہ) رونق بزم افتا، ہیں۔ نمونہ کے طور پر مفتی برہان الحق کے ایک فتویٰ کی تلخیص ملاحظہ فرمائیں، جس سے ان کی شان فتویٰ نویسی ظاہر ہوتی ہے۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس معاملہ میں کہ یہاں چند شخصوں نے یہ مسئلہ پیش کیا ہے کہ ولایتی کپڑے سے نماز ادا کرنا حرام و منع ہے، لہذا کوئی شخص اس سے منکر نہیں ہو سکتا، مگر جس شخص کے پاس کپڑے ہوں اور وہ غریب ہے اور زیادہ وسعت اس کو نہیں تو کیا کرے، اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

والجواب: کپڑا دیسی ہو یا ولایتی اعلیٰ درجہ کا ہو یا ادنیٰ درجہ کا ـــــ موٹا ہو یا باریک ـــــ دستی بنا ہو یا مل اور مشین کا بشرطیکہ خارجی شرعی وجوہ حرمت وکراہت سے خالی ہو، شرعاً مباح وجائز الاستعمال علی الاطلاق ہے شریعت مطہرہ نے جو حلال فرمایا وہ ہمیشہ حلال ہے کسی کے حرام کئے حرام نہیں ہو سکتا نماز ہر پاک وصاف، طیب وطاہر کپڑے کے ساتھ جائز ہے، خواہ وہ ولایتی ہو یا دیسی، نماز جائز ہونے کے لئے دیسی کپڑے کی تخصیص کرنا، اور ولایتی کپڑے سے نماز حرام و منع بتانا شریعت مطہرہ پر جھوٹا افترا کرنا، اور دل سے نئی شریعت گڑھنا ہے ـــــ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبٰت من الرزق ؕ	اے محبوب کہدو کون جو حرام کرے اللہ کی دی ہوئی اس زینت کو جو اس نے اپنے بندوں کیلئے پیدا فرمائی اور پاک رزق۔

اور فرماتا ہے۔

---

۱ القرآن الحکیم، پ

یایہا الذین آمنوا لاتحرموا	اے مسلمانوں ان پاک چیزوں کو
طیبت ما احل اللہ لکم و لا	حرام نہ کرو جو تمہارے لئے اللہ نے حلال
تعتدوا ان اللہ لا یحب	فرمائیں، اور حد سے نہ بڑھو بے شک
المعتدین ؎	اللہ حد سے بڑھنے والوں کو نہیں چاہتا۔

اے عزیز مسلمانو! اللہ عزوجل نے جو چیز تم پر حرام فرمائیں جس سے بچنے احتراز کرنے کا حکم دیا۔ اسے یقیناً حرام سمجھو اس سے بچو، محترز رہو، اور جو چیز تم پر حلال فرمائی اور تمہارے لئے مباح کیا، تمہیں اختیار ہے اسے استعمال کرو یا نہ کرو، مگر اس کی حرمت کا اعتقاد نہ کرلو کہ تمہارا اس حلال یا مباح چیز کو حرام سمجھنا شریعت مطہرہ پر زیادتی ہے، ایچ تو یہ ہے کہ ولایتی کپڑے کے ساتھ نماز حرام ہے بتانے والے خود ایسے حرام فعل کے مرتکب ہو رہے ہیں جس سے اللہ عزوجل نے قرآن عظیم میں صراحۃً منع فرمایا، اور اس کے مرتکب ہونے والوں کو ایمان سے خارج بتایا؛

مسلمانو! غور کرو کہ تمہارے رب عزوجل کے تو یہ ارشاد ہیں اور جو لوگ تمہاری نمازوں کو بلکہ تمہارے باپ و دادا کی، اور ان تمام بزرگوں کی نمازوں کو حرام بتا رہے ہیں، جنہوں نے ولایتی کپڑے ہی پر گذر کی، اور عمر بھر کی نمازیں ولایتی کپڑوں کے ساتھ گزاریں ـــــ خوب یاد رکھو شریعت مطہرہ نے ولایتی کپڑا تم پر حرام نہیں کیا مسٹر گاندھی حرام کر رہے ہیں۔ دیسی کپڑا پہننا تم پر شریعت مطہرہ نے فرض نہیں کیا مسٹر گاندھی فرض بنا رہے ہیں۔ اب اپنے ایمان سے فیصلہ کرلو، شریعت مطہرہ کی پیروی تم پر فرض ہے یا گاندھی کی؟

الغرض، استفتاء میں مستفسر نے جسے مسئلہ سمجھا ہے نہ وہ شرعی مسئلہ ہے اور نہ اس پر عمل کرنا شریعت مطہرہ کا اتباع۔ وہ ایک مشرک کا بیہودہ ضبط، اور مہمل اختراع ہے، اور اس پر عمل کرنا مشرک کا اتباع، جس کے حرام ہونے پر آیاتِ کریمہ اوپر نقل کر چکا؛ کسی چیز کے حرام یا حلال ہونے کے متعلق شریعت مطہرہ کی اصل عام یہ ہے کہ ثبوت حرمت کے لئے نص قطعی، اور دلیل و حجت

یعنی شرعی کا ہونا لازم وضروری ہے اور ثبوت حلت واباحت کے لئے اس کے منع پر شرع مطہرہ سے کسی خاص دلیل کا نہ ہونا بھی اس کی اباحت وجواز کے لئے کافی ہے، یہ قاعدہ کلیہ ہے الاصل فی الاشیاء الاباحۃ ہر چیز کی صفت اصلیہ اس کا مباح ہونا ہے [۱]

مفسر اعظم کے انتقال پر تعزیت نامہ

نبیرۂ اعلیٰ حضرت مفسر اعظم ہند مولیٰنا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی بریلوی [۲] (متولدہ ۱۳۲۵ھ) کے انتقال (۱۱ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ ۱۲ جون ۱۹۶۵ء کو یوم شنبہ) پر مفتی محمد برہان الحق رضوی نے اپنے ایک مکتوب میں حضرت مولانا محمد ریحان رضا خاں رضوی رحمانی بریلوی اور جمیع صاحبزادگان گرامی کو اس طرح تعزیت پیش کی۔

عزیز القدر سعادت شعار ریحانی میاں سلام ودعا!

مزید حیات وترقی درجات، مولیٰ عزوجل آپ سب بھائیوں، بہنوں اور آپ کی محترمہ والدہ کو صبر جمیل کی توفیق جلیل مرحمت فرمائے، انتہائی غم واندوہ کے ساتھ اپنے محترم آقا زادہ، آپ کے والد ماجد حضرت جیلانی میاں علیہ الرحمہ کے وصال کی پر حزن وملال خبر تار میں پڑھکر آنکھوں سے بے اختیار آنسو رواں ہو گئے۔

"انا للہ تعالیٰ وانا الیہ راجعون"

میرے بچو! باوجود بخار کے اس وقت کلکتہ میل سے روانہ ہونے کی تیاری کی فون پر ان کو اکری سے معلوم ہوا کہ کلکتہ میل دو منٹ میں چھوٹ رہا ہے، گو کلکتہ میل سے روانہ ہونے پر بھی کسی طرح دفن کے وقت نہ پہنچ سکتا تھا۔

برخوردارم! مرحوم کے ضعف اور مرض کی حالت جو فقیر نے آخری ملاقات

---

[۱] فضل حسن صابری، دبدبۂ سکندری رام پور ص ۲۰، ۹، بابت ۱۹ جون ۱۹۲۲ء ج ۵۸

[۲] مفسر اعظم ہند کے مفصل حالات کے لئے دیکھئے راقم کی کتاب مفتی اعظم اور ان کے خلفاء ج ۱ مطبوعہ رضا اکیڈمی ۳۰ الملی عمار سٹریٹ بمبئی ۱۲ رضوی غفرلہ

کے وقت دیکھیں، مایوس کن تھی، بہر حال ایک سایۂ عاطفت تھا جو نہ صرف آپ صاحبزادوں پر سے بلکہ اہل سنت پر سے اٹھ گیا، علیہ الرحمۃ ورضا الرحیم — آپ تمام بھائیوں کو صبر و ہمت لازم ہے اور اپنے محترم والد علیہ الرحمۃ کے وقار کا خیال رکھنا، حضرت مفتی اعظم سے ضرور کچھ اختلافات تھے، اب ان کو ختم کر کے ایسا طرزِ عمل اختیار کیجیے کہ ان کے ہاتھ مضبوط ہوں، اور آپ لوگوں پر انہیں پورا اعتماد ہو جائے، پھر وہ آپ کے نانا ہیں اور دادا بھی ہیں۔ لہٰذا ان کی سر پرستی ہی انشاء اللہ آپ لوگوں کے لیے باعث عزت و افتخار ہوگی — ۱۳ صفر (۱۳۸۳ھ) کو صبح یہاں بہت بڑے اجتماع میں ختمات قرآنِ کریم و فاتحہ کے بعد تبرک تقسیم ہوا، فقیر نے حضرت ممدوح علیہ الرحمۃ اور خاندان سے دیرینہ وابستگی اور تعلقات کا ذکر کیا، پورا مجمع چشم پُر آب و برب تھا۔ انشاء اللہ العزیز عرس مقدس میں اگر صحت نے اجازت دی تو حاضر ہو کر قبر شریف سے استفادہ کروں گا — فقیر آستاں، برہان الحق قادری رضوی غفرلہٗ جبل پوری[1]

تعارف مشاہیر خلفاء

مولانا مفتی محمد برہان الحق رضوی جبل پوری کے خلفاء کی ایک بڑی جماعت ہے، آپ کے خلفاء زمانے کے ہر چیلنج کا جواب دینے کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں، اور اپنے اندر ایسی توانائی اور قوت پاتے ہیں کہ جہاں ہوں وہاں ایک جہاں آباد کر دیں — مفتی برہان الحق کے خلفاء و تلامذہ کی فہرست راقم کو باوجود کوشش بھی حاصل نہ ہو سکی تاہم مندرجہ ذیل خلفاء کے تعارف سے لوگوں کو روشناس کرائیں۔

(۱) جانشین مفتی اعظم تاج الشریعہ نقیبہ اسلام مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری بریلوی دامت برکاتہم القدسیہ (سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ) خلاۤمہ

---

[1] عبدالواجد قادری، مولانا، حیاتِ مفسر اعظم ص ۱۰۲، ۱۰۳، مطبوعہ کراچی

مفتی محمد اختر رضا خاں ۲۵ر فروری ۱۹۴۲ء کو محلہ سوداگران بریلی شریف میں پیدا ہوئے، محمد نام پر عقیقہ ہوا، پکارنے کا نام محمد اسماعیل رضا اور عرف محمد اختر رضا تجویز ہوا۔ حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ نے رسم بسم اللہ خوانی ادا فرمائی، ابتدائی کتب سے ہدایہ آخرین تک دار العلوم منظر اسلام بریلی میں تعلیم حاصل کی بعدہٗ ۱۹۶۳ء میں جامعہ ازہر قاہرہ مصر تشریف لے گئے۔ وہاں فقیہ اسلام نے کلیۃ اصول الدین میں داخلہ لیا اور مسلسل تین سال تک، تفسیر، حدیث اور جدید علوم کے حصول میں لگے رہے۔ فقیہ اسلام مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری۔ ۱۹۶۶ء میں جامعہ ازہر مصر سے فارغ ہوئے۔ اور سالانہ امتحان میں پورے جامعہ ازہر ہی میں نہیں بلکہ پورے مصر میں اول نمبر سے پاس ہوئے، ایسی اعلیٰ کامیابی پر کرنل جمال عبد الناصر نے آپ کو بطور انعام جامعہ ازہر ایوارڈ پیش کیا۔ آپ کے اساتذہ میں مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا نوری، مفتی سید افضل حسین رضوی مونگیری، علامہ محمد سماحی جامعہ ازہر، مولانا محمود عبد الغفار شیخ الحدیث جامعہ ازہر مصر قابل ذکر ہیں۔ ۱۹۶۷ء میں مسند تدریس کو زینت بخشی ۱۹۷۸ء میں منظر اسلام میں صدر المدرسین کے عہدے پر فائز ہوئے، ۱۹۶۷ء سے افتاء کے کام کو سنبھالا۔ آپ کے فتاوی اقصائے عالم میں سند کا درجہ رکھتے ہیں، مولانا حسنین رضا بریلوی کی صاحبزادی سے ۳ر نومبر ۱۹۶۸ء بروز اتوار عقد مسنون ہوا، ۴ر ستمبر ۱۹۸۳ء کو پہلا حج ادا فرمایا، دوسرا حج ۱۹۸۵ء میں، تیسرا حج ۱۹۸۶ء میں، اور متعدد بار عمرہ سے فیضیاب ہوئے تیسرے حج کے موقع پر ۳۱ر اگست ۱۹۸۶ء شب تین بجے اچانک سعودی حکومت نے بلا قصور گرفتار کر لیا، آپ عرب میں امام حرم کے پیچھے نماز نہیں ادا کرتے بلکہ اپنی جماعت علیحدہ کرتے تھے اس کو قصور بتلایا گیا، اور کافی بحث و مباحثہ ہوا، گیارہ دن جیل میں رکھا۔

حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ نے ۱۹۶۲ء ۱۳۸۱ھ ۱۵ر جنوری کو خلافت اجازت

عطا فرمائی، اور اپنا جانشین منتخب فرمایا۔ ۱۵، نومبر ۱۹۸۲ء کو مولانا سید حسن میاں برکاتی مدظلہ سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف نے اجازت مرحمت فرمائی۔ مولانا مفتی برہان الحق جبل پوری نے تمام سلاسل کی خلافت سے نوازا۔ آپ کی تصنیفات تقریباً بیس، ہو چکی ہیں جن میں کچھ یہ ہیں، الحق المبین عربی، دفاع کنزالایمان، مرآۃ النجدیۃ بجواب البریلویۃ عربی، شرح حدیث نیت: تصویروں کا شرعی حکم، ٹی، وی اور ویڈیو کا آپریشن، حاشیہ عمیدۃ الشہدہ عربی، ثانی کا مسئلہ، تین طلاقوں کا شرعی حکم لے

(۲) مولانا عبدالمبین نعمانی رضوی صدر المدرسین دارالعلوم قادریہ چریاکوٹ اعظم گڑھ، حضرت مولانا عبدالمبین نعمانی بیعت وارادت حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ سے رکھتے ہیں، اور اجازت وخلافت سے مفتی برہان الحق جبل پوری نے نوازا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو ذہن رساں، تقوی وپرہیزگاری اور سلامتی طبع جیسے اوصاف سے نوازا ہے، الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں رہ کر تعلیم مکمل کی، اور حافظ ملت مولانا عبدالعزیز مرادآبادی کی سرپرستی میں دستار فضیلت سے سرفراز کئے گئے آپ خوش اخلاق، جید عالم دین، اور متواضع شخصیت ہیں، تصنع وتکبر سے انہیں کوئی واسطہ نہیں، مولانا نعمانی ادیب، مضمون نگار ہونے کے ساتھ ساتھ عمدہ محقق بھی ہیں، آپ نے اہمیت زکوٰۃ، انتخاب اعلیٰ حضرت مسنون دعائیں، فضائل قرآن وغیرہ کی ترتیب دی، ایک عرصہ تک ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور کے ایڈیٹر رہے، مولانا نعمانی مشہور اشاعتی ادارہ المجمع الاسلامی مبارکپور کے رکن رکین ہیں اور ہنوز دارالعلوم قادریہ چریاکوٹ میں درس وتدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ راقم السطور پر بڑے مہربان ہیں۔

لے تفصیلی حالات کے لئے راقم کی کتاب مفتی اعظم اور ان کے خلفاء دیکھئے۔ راقم جہاں اختر کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھ رہا ہے۔ ۱۲ رضوی غفرلہ، سے مکتوب گرامی مولانا عبدالمبین نعمانی بنام راقم محررہ ۲۰ رنومبر ۱۹۸۹ء ۱۲ رضوی غفرلہ

(۳) مولانا محمد قاسم عبدالواحد شہید القادری رضوی جبل پوری آستانہ قاسمیہ جبل پور۔

مولانا محمد قاسم بن تاج محمد قادری بن عبدالکریم چشتی ۱۴؍محرم الحرام ۱۳۶۲ھ ۱۹؍جنوری ۱۹۴۳ء کو ممبر کھا ضلع الہ آباد میں پیدا ہوئے، آپ کی تعلیم کا آغاز جمادی الآخری ۱۳۸۱ھ ۱۹۶۰ء کو جامعہ عربیہ ناگپور سے ہوا۔ ۱۹۶۷ء میں دارالعلوم مظہر اسلام بریلی سے علوم اسلامیہ کی تکمیل کی، اساتذہ میں حافظ ملت علیہ الرحمۃ حافظ عبدالرؤف بلیاوی، حاجی مبین الدین رضوی امروہوی، علامہ تحسین رضا بریلوی ہیں، آپ نے تصنیفی میدان میں بھی طبع آزمائی کی، اور الہامات قادریہ، جامع حقیقت، طلاق ثلاثہ، واقعات کربلا میں حق اور ناحق یادگار ہیں، حضور مفتی اعظم نے ۱۹۶۶ء کو مفتی برہان الحق رضوی نے ۱۹۷۹ء کو اجازت سے سرفراز فرمایا[1]

جماعت ظاہرین علی الحق کی خدمات

۱۹۲۳ء میں شدھی سنگھٹن تحریک کے انسداد کے لئے جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی نے پہلا قدم اٹھایا، اور اسی جماعت کی سرپرستی میں ۱۹۱۹ء کو جماعت انصار الاسلام کا قیام عمل میں آیا جس کے ناظم مولینا حسنین رضا خاں بریلوی تھے، جماعت رضائے مصطفےٰ کی خدمات اظہر من الشمس ہیں مگر ابھی تک کوئی مستقل کتاب نہیں آئی اور نہ ہی جماعت انصار الاسلام ہی کا تعارف کرایا گیا، جماعت رضائے مصطفےٰ پر اس وقت اتنا میٹر جمع ہے جس سے ایک ضخیم کتاب ترتیب دی جاسکتی ہے۔ تاہم جماعت انصار الاسلام کا تعارف کرایا جارہا ہے۔

جماعت انصار الاسلام کا مقصد، حفاظتِ مقامات مقدسہ وحمایت سلطنت

---

[1] محمد شہاب الدین رضوی بہرائچی، راقم، مفتی اعظم اور ان کے خلفاء ج ۱، ص ۵۴۵ تا ۵۴۸۔

اسلامیہ اور مظلومینِ ترک کی ہمدردی میں جائز ومفید کوشش کرنا۔ اور ناجائز و نا مفید راہوں سے مسلمانوں کو بچانا ــــ اسلام و مسلمین کو بیرونی دشمنانِ دین کے حملوں سے بچانے کی حتی الوسع جائز تدابیر کرنا، اور بالخصوص دشمنانِ اندرونی کے حملوں سے بچانا ــــ مسلمانوں کو ان کی اخلاقی، معاشرتی، اور اقتصادی مفاد کی طرف رہنمائی کرنا، اوران میں حقیقی وخالص پابندی احکام شرعی کی راہ بتانا ــــ یہ جماعت انصار الاسلام کے صاف صاف اور نیک مقاصد ہیں۔ جو آپ نے ابھی ملاحظہ فرمایا، حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ عالم جوانی میں چلنے والی تحریکوں میں آگے آگے رہے حضرت مفتی اعظم جماعت رضائے مصطفےٰ جماعت انصار الاسلام کے رکن رکین تھے، یہ جماعت جس نے مسلمانانِ عالم اور مسلمانانِ ہند کی خیر خواہی کے لئے وہ سب کچھ کیا جو کرسکتی تھی، جماعت انصار الاسلام بریلی کے ایک جلسے کی قرارداد کے چند نکات ملاحظہ ہوں یہ نکات مولٰنا حسنین رضا بریلوی نے شائع فرمائے۔

① حفاظت مقاماتِ مقدسہ اور مظلومین ترک کی اعانت وامداد۔
② اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے مسلمانوں کی حفاظت۔
③ معاشرتی تمدنی، اور اقتصادی مفادات کی طرف مسلمانوں کی رہنمائی۔
④ ترک وعرب اتحاد کے لئے کوشش وسعی۔
⑤ خلاف شرع برطانوی قانون میں ترمیم کا مطالبہ۔
⑥ مسلمانوں کو اسلامی بینک کھولنے کی ترغیب دینا۔
⑦ تجارت بڑھانے کے لئے مسلمانوں کو شوق دلانا۔
⑧ مسلمانوں کے لئے اسلامی خزانہ کے قیام اور بیت المال کے لئے کوشش کرنا۔ [1]

---

[1] روزنامہ پیسہ اخبار لاہور، بابت ۱۳ رمئی ۱۹۱۲ء

نوٹ: راقم نے جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی کی تاریخ تقریباً ۵۰۰ صفحات پر مرتب کی ہے۔

مولینا مفتی برہان الحق رضوی علیہ الرحمہ نے دیکھا کہ کفار و مشرکین نے مسلمانوں کو مرتد بنانے کی اسکیم چلائی، ان کو اپنے رنگ میں رنگنا چاہا، ان کی تہذیب تمدن کو مٹانا چاہا ___ تو اس مرد آہن نے میدان میں آکر جماعت رضائے مصطفےٰ اور جماعت انصار الاسلام کے نظریات و افکار کو لیکر جبل پور میں جماعت ظاہرین علی الحق کے نام سے جماعت قائم کی، یہ جماعت ابتدا سے انتہا تک حرکت ہی میں رہی۔ جب کفر و اسلام کو یکجا کیا جا رہا تھا، بھائی بھائی کا نعرہ لگایا جا رہا تھا۔ شعائر کفر کو اپنایا جا رہا تھا، ایک نیا دین بنایا جا رہا تھا۔ تو اسی جماعت نے مذکورہ دونوں جماعتوں کے ساتھ بے تابانہ تعاقب کیا۔ جماعت نے اسلام کی آبرو پر اپنی اساسی زندگی اور سب کچھ لٹا کر اسلام کو بچالیا، طوفانی ہواؤں میں اسلام کی شمع روشن کی، جماعت ظاہرین علی الحق سے جماعت رضائے مصطفےٰ۔ جماعت انصار الاسلام کو تقویت پہنچی ___ شدھی کے زمانے میں مفتی برہان الحق نے درجنوں کے حساب سے ہندوؤں کو مشرف باسلام کیا۔ مولوی محمد ابراہیم ناظم جماعت ظاہرین علی الحق جبل پور کی رپورٹ کے مطابق چند نام آگے پیش کئے جا رہے ہیں۔ یہ وہ نومسلمین ہیں جن کو مفتی برہان الحق نے اپنے دست حق پرست پر مشرف باسلام کیا اور داخل سلسلہ رضویہ سے بھی نوازا۔

اسلام ایک آفاقی مذہب ہے اس کو قبول کرنا انسان کی فطرت میں ہے چونکہ انسان فطرت اسلام ہی پر پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین مذہب، صرف مذہب اسلام ہے، باقی مذاہب میں اتنی تبدیلی اور ترمیم ہوئی کہ سرے سے محرف ہو گیا: دوسری قومیں اسلام میں جوق در جوق داخل ہو رہی ہیں۔ اور یہ سلسلہ بہت تیزی سے چل رہا ہے۔ راقم کا عینی شاہد ہے کہ جانشین مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم العالیہ کے دولت کدے پر آئے دن ہندو اسلام کے آغوش میں آرہے ہیں۔ اور اسلام اُن کو خوش آمدید کہہ رہا ہے۔ فہرست ملاحظہ ہو۔

نمبر شمار	سابق نام مع ولدیت	قومیت	اسلامی نام	سکونت
۱۔	چوبی ولد سکھ دیو	کٹوار	مسماۃ رحیما	سرکھی ہال مہا بھاشلیا
۲۔	لونگی ولد جگت	بردنی	مسماۃ رحیما بی	ریوان ریاست محلہ گوہلپور
۳۔	دمودا ولد درگا	برہمن	مسماۃ کریما	ہنومان تالاب جبلپور
۴۔	بھوری ولد ہتھیوا	کیوٹ	مسماۃ رحمت بی	مدار ٹیکری جبلپور
۵۔	کندیا ولد سمین	کٹوار	مسماۃ رحیما بی	ساٹھیاں کنواں کوٹی گاؤں
۶۔	سندر سنگھ ولد ندو	سکھ	محمد بخش	〃 مہار پنجاب
۷۔	رام جانی ولد چندوا	کرمی	مسماۃ رحیما	بھاشلیار پورہ
۸۔	گمیا ولد چندوا	ڈھیمر	مسماۃ رحمت بی	شغل کوٹھی جبل پور[1]
۹۔	سونی ولد نامعلوم	گولی	مسماۃ کلثوم بی	بیل باغ ناگپور
۱۰۔	سنی ولد رام لال	کھٹیک	بیبا کلثوم	چیری تالاب جبل پور
۱۱۔	امرت ولد کنجی لال	〃	مسی امیر احمد	〃
۱۲۔	گلا ولد گنیش	لودی	مسماۃ کریما	موضع اجودن
۱۳۔	بھیسرا ولد بھجن	ڈھیمر	سلیما بی	بھوٹا تالاب جبل پور[2]
۱۴۔	سونا ولد چمنیا	تانگھ	رحمت بی	کنجی پورہ جبل پور
۱۵۔	مسماۃ بھودی	ڈھیمر	کہف بی بی	موتی نالا جبل پور
۱۶۔	سرجو پرشاد ولد جگن ناتھ	برہمن	غلام مصطفےٰ	دیکھت پورہ
۱۷۔	چترا ولد موہن	یادو	زینب	بنی سنگھ کی تلیا
۱۸۔	رمیان ولد ملو	کانچی	زینب بی بی	〃 〃

۱؎ ہفت روزہ دبدبۂ سکندری رام پور ص ۸، بابت ۱۷ ستمبر ۱۹۲۳ء شمارہ ۵، جلد ۶۰۔

۲؎ 〃 〃 〃 〃 ص ۱۰، یکم اکتوبر ۱۹۲۳ء شمارہ ۰، جلد ۶۰۔

نمبر شمار	سابق نام معولدیت	قومیت	اسلامی نام	سکونت
۱۹-	کانیر فرانسس ولد رابٹ گلینر	عیسائی	احمد بخش	صدر بازار جبل پور
۲۰-	شیورتن ولد رام دیال	برہمن	محمد بخش عرف شرافی	گاڈرواہ کانپور
۲۱-	سادھو ولد دیپ	جیکھ	محمد صادق	جبل پور
۲۲-	سماۃ بیزولد سادھو			لہ
۲۳-			کرامت علی	(عیسائیوں کی صحبت میں رہے پھر بعد میں تائب ہوئے)
۲۴-	سبو دیا	برہمن	کریما	
۲۵-	رام بائی	"	رحیما	
۲۶-	شی پیو	عیسائی	کمال الدین	
۲۷-	نامعلوم	برہمن	سلیما	
۲۸-	بوٹی		فاطمہ	
۲۹-	پریماب	کُرمی	کریما	
۳۰-	رام لال	لینا	رحیم بخش	
۳۱-	کشن لال	گوندا	قاسم	
۳۲-	نامعلوم	برہمن	دولت حسین	ٹ

تاریخ وصال

۲۶ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ / ۲۰ دسمبر ۱۹۸۴ء شب یوم جمعہ شام سوا چھ بجے حضور برہان الملت نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ٥ ـــــــــ

لہ ہفت روزہ اخبار دبدبہ سکندری رام پور مس ، بابت ۲۶ مئی ۱۹۲۳ء شمارہ ۲۹ جلد ۶۰ ،ر

ٹ " " " " " ، بابت ۱۲ مارچ ۱۹۲۴ء شمارہ ۳۱ ، جلد ۶۰ ،ر

عظمتِ خیرالوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کیسی عظمت ہے محمد کی خدا کے سامنے
ہیچ ہیں سب عظمتیں خیرالوریٰ کے سامنے

اک خدا کا نور تھا اور کُن کے فرمانے کے بعد
پر توِ نورِ خدا تھا بس خدا کے سامنے

کیا قلم تعریف لکھ سکتا ہے اس کی لوح پر
عرش پر کرسی ملی جس کو خدا کے سامنے

نور اگلوں کے چمکے، وہ چمک کر رہ گئے
مَطلعِ انوارِ حق شمسُ الضُحیٰ کے سامنے

طور پر موسیٰ گرے لائے تجلّی کی نہ تاب
اور محبوبِ خدا ہیں خود خدا کے سامنے

سر پہ ہے بارِ گنہ حاضر ہیں پیشِ ذوالجلال
ہے نہ اب اس کے سوا اس غمزدہ کے سامنے

زندگی اپنی تو سب نذرِ معاصی ہو گئی
اب رکھا کیا ہے جو لے جائے خدا کے سامنے

عاقبت برہان کی فیضِ رضا سے بن گئی
ہے یہی اپنا وسیلہ بس خدا کے سامنے

تبرکاتِ برہانِ ملت علیہ الرحمۃ